لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

تعلیماتِ اعلیحضرت

مؤلف

حضرت مولانا قاری محمد میکائیل ضیائی ایم اے

باہتمام

پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

ناشر

مرکزی امام احمد رضا کونسل لاہور

تعلیماتِ اعلیحضرت

مؤلف

حضرت مولانا قاری محمد میکائیل ضیائی ایم اے

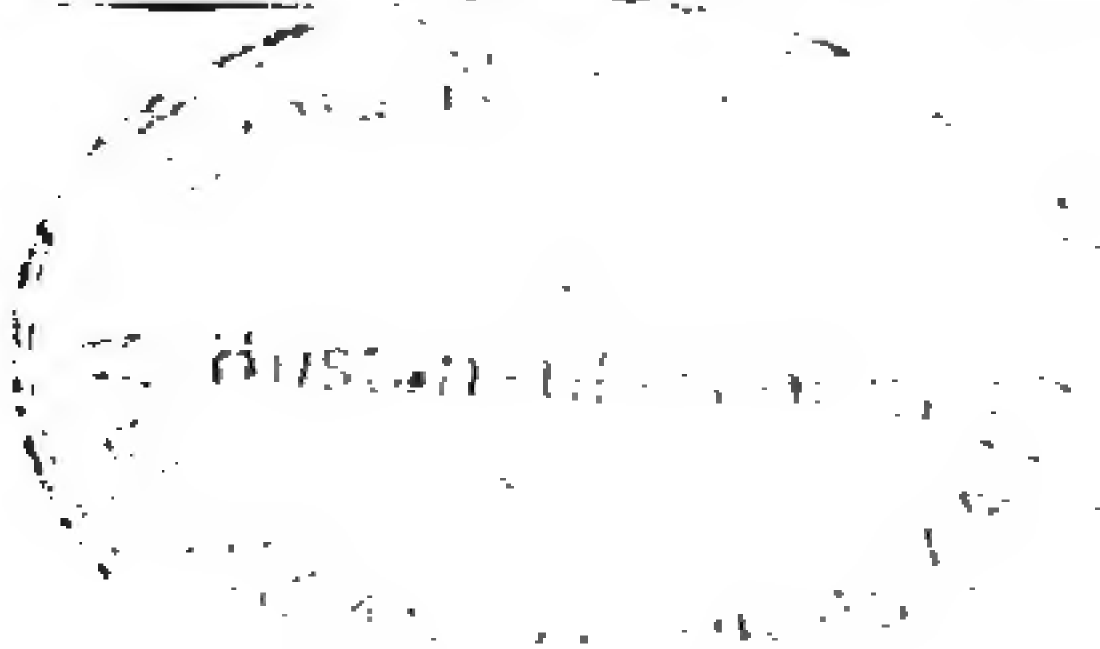
نظر ثانی،

پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

ناشر:-

نوری کتب خانہ

نزد جامع مسجد نوری، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور



بار اوّل ـــــــــــــــ ۱۱۰۰

اشاعت ـــــــــــــــ ۱۹۹۴ء

ناشر ـــــــــــــــ نوری کتب خانہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور

کتابت سرورق ـــــــــــــــ خورشید گوہر قلم الخطاط

طابع ـــــــــــــــ ناصر برادرز پرنٹرز لاہور

زیر اہتمام ـــــــــــــــ سید فیصل عثمان نوری

قیمت ـــــــــــــــ روپے



مندرجات

۴۔ علمیات ۔ ۶۳

۵۔ اسلامیات ۔ ۷۱

۶۔ احکامات ۔ ۷۹

۷۔ ماکولات و مشروبات ۔ ۹۱

۸۔ ممنوعات ۔ ۱۰۱

۹۔ تقریبات ۔ ۱۰۷

۱۰۔ رسومات ۔ ۱۲۱

۱۱۔ بدعات ومنکرات ۔ ۱۲۷

۱۲۔ لغویات ۔ ۱۳۳

۱۳۔ مباحات ـ ۱۴۵

۱۴۔ تسلیمات و تعظیمات ـ ۱۵۴

۱۵۔ مزارات و تبرکات ـ ۱۶۵

ا

مبادیات

انتساب ــــ ہدیہ ــــ تقریظ

تعارف ــــ تقدیم

انتساب

چودھویں صدی کے اس عظیم مصلح قوم اور مجدد عہ ملت کے نام

جن کی علمی، عملی، و اصلاحی کوششوں،
اسلامی تعلیمات اور بیش بہا تجدیدی
کارناموں نے احکام خداوندی اور
شریعت محمدی کو اس پہ صدیوں کی
چڑھی ہوئی گرد اور جمی ہوئی خاک
سے پاک و صاف کر کے پرستارانِ خدا
وجان نثارانِ مصطفیٰ کے سامنے پیش فرما
کر ان کی راہ عمل میں روشنیاں بکھیر
دیں۔ ؎

اے امام ہدیٰ وارثِ انبیاء عارفِ کبریا عاشقِ مصطفیٰ
تجھ کو کہتی ہے دنیا امام رضا تجھ سے اسلام کے مقدر کھلے

نذرگذار

محمد میکائیل ضیائی نعیمی بھاگلپوری

عہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ المتولد ۱۲۷۲ھ المتوفی ۱۳۴۰ھ ۔

تقریظ

ادیب شہیر حضرت علامہ محمد صابر القادری نسیم بستوی مدیر اعلیٰ فیض الرسول
براؤں شریف ضلع بستی

۷۸۶

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرِ طریقت فاضلِ گرامی حضرت مولانا محمد میکائیل صاحب ضیائی حبیبی بھاگلپوری جماعت اہلسنت کے مشہور و ممتاز عالم ہیں۔ آپ ایک نامور عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ہی ساتھ صاحب طرز انشا پرداز اور خوش فکر نعت گو شاعر کی حیثیت سے بھی اپنا ایک جداگانہ رنگ و انداز رکھتے ہیں۔

زیر نظر کتاب "تعلیمات اعلیحضرت" مولانا محمد میکائیل ضیائی کی تازہ ترین تالیف و ترتیب ہے۔ جس میں موصوف نے نہایت سلیقہ سے عام فہم اور سلیس طرز تحریر میں مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے وہ گرانمایہ فتاوے اور اقوال و ارشادات جمع کئے ہیں جو خواص کے لئے زبردست لمحۂ فکریہ اور عوام کے لئے منارِ اصلاح و ہدایت کا درجہ رکھتے ہیں۔ فاضل مرتب نے حالات حاضرہ اور موجودہ ذوق مطالعہ کے پیش نظر "تعلیمات اعلیحضرت" حسب ذیل عنوانات میں تقسیم کرکے اس کی افادیت و جامعیت میں چار چاند لگادیے ہیں۔

۔مبادیات ___ اعتقادیات ___ عبادات ___ علمیات۔
۔اسلامیات ___ احکامات ___ ماکولات و مشروبات۔
۔ممنوعات ___ تقریبات ___ رسومات ___ بدعات و منکرات ___ لغویات ___ مباحات ___ تسلیمات و تعظیمات۔

مزاراتِ شہداء و تبرکات

آج کے پُر آشوب اور انحطاط پذیر دور میں جبکہ عوام تو عوام خواص بھی اسلامی احکام و مسائل سے یا تو بالکل بے خبر ہیں یا دیدہ و دانستہ انہیں نظر انداز کر رہے ہیں۔ اور نام نہاد آزادی و روشن خیالی کا سہارا لے کر اسلامی تعلیمات اور مذہبی افکار و نظریات کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ جس کے انجام و نتیجہ میں طرح طرح کی تباہ کن ذلت و رسوائی کی پستیوں میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ اخلاقی قدریں پامال ہو رہی ہیں اور کتاب و سنت کے احکام و ارشادات کا پیکر و آئینہ دار مسلمان بس نام کا مسلمان رہ گیا ہے۔ مسلم قوم کی بدعملیوں اور اخلاقی کمزوریوں کو دیکھ کر نہایت درد و کرب سے کہنا پڑتا ہے ؎

کچھ ایسا رنگ بدلا ہے زمانے کے حوادث نے
جو کل دیکھی تھی صورت آج پہچانی نہیں جاتی

حضرت مولانا ضیائی صاحب کو سید العارفین امام التارکین سراج السالکین حضور مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری عباسی علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرفِ بیعت بھی حاصل ہے۔ غالباً اسی روحانی تعلق کے ادب و احترام میں موصوف نے "تعلیمات اعلیٰحضرت" مرتب کر کے اپنے شیخِ طریقت کے دینی و روحانی مشن کو زندہ اور متحرک بنانے کی پوری پوری قلمی جد و جہد فرمائی ہے جو بلا شبہ قابلِ قدر و لائق تقلید ہے۔ رب کریم "تعلیمات اعلیٰحضرت" کو عوام و خواص کے ہر طبقہ میں مقبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ

مخلصین:

محمد صابر القادری نسیم بستوی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ فیض الرسول، براؤں شریف بستی (یوپی)

[illegible] صفر المظفر [illegible] مطابق [illegible] دسمبر [illegible] بروز جمعہ مبارکہ

ادارہ حال کانپور

مؤلف کا اجمالی تعارف

از: خطیب ملت استاذ القراء حضرت علامہ قاری محمد قاسم صاحب حبیبی برکاتی

صدر شعبہ حفظ و قرأت الجامعۃ العربیہ احسن المدارس قدیم کانپور

چند سال پہلے کی بات ہے کہ کانپور میں فاتحہ خوانی کی ایک مقدس تقریب میں شہر کے ممتاز و مفتخر علماء کرام و شعراء عظام کے ساتھ یہ خادم بھی شریک بزم تھا۔ اس محفل میں ایک بڑی پُراسرار شخصیت بھی جلوہ گر تھی۔ شرکاء بزم کے ساتھ میری نظر بھی بار بار اس مقدس ہستی کی طرف اٹھ رہی تھی۔ جس کا ہر انداز علم و فن کے بحر بیکراں کا نادر و نایاب اور دلکش موتی معلوم ہو رہا تھا جس کے چہرے کی سنجیدگی و متانت فکر و نظر کی بلندی اور ذہن و دل کی طہارت کی آئینہ دار تھی۔ تھوڑی دیر اسی کشمکش میں مبتلا رہا کہ اچانک چپکے سے کسی نے میرے کان میں کہا کہ اسے آپ انہیں نہیں جانتے یہی تو حضرت مولانا قاری محمد میکائیل ضیائی ہیں۔

اتنا سننا تھا کہ بس نہ پوچھیے۔ دل کی عجیب کیفیت ہو گئی۔ میں سوچنے لگا کہ جس کے نہ جانے کتنے مضامین ہندوستان کے بڑے بڑے رسائل و جرائد میں پڑھنے کا اتفاق ہوا اور جن کی ملاقات کا شوق وسعت قلبی میں بہت دنوں سے انگڑائیاں لے رہا تھا۔ جن کی علمی، ادبی اور لسانی صلاحیتوں سے بالمشافہ محظوظ ہونے کا خیال بار بار آیا کرتا تھا۔ آج بفضلہ تعالیٰ اس سے گفتگو کا موقعہ میسر آیا۔ اور پھر کچھ ایسا ہوا کہ مولانائے محترم کے اخلاق و کردار اور شریف النفسی نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ ملاقاتیں بڑھتی رہیں تعلقات وسیع سے وسیع تر ہوتے گئے۔ اور اب تو یہ حال ہے کہ اگر حضرت موصوف سے دو چار روز ملاقات نہ ہو تو ایسا لگتا ہے کہ ؎

"اک زمانہ ہوا انہیں دیکھے"

بات نکل پڑی ہے تو جی چاہتا ہے کہ مولانائے محترم کے کچھ حالات سے قارئین کو بھی

مطلع کیا جائے۔ تو آیئے ماضی کے دریچوں سے تقریباً تیس ۳۰ سال پہلے کا زمانہ دیکھیں اور تصورات وتخیلات کی دنیا میں صوبہ بہار کے مشہور ومعروف ضلع بھاگلپور تک چلیں جو حضرت مولانا قاضی محمد میکائیل صاحب ضیائی حبیبی بھاگلپوری کا آبائی وطن ہے۔ جہاں سے مولانائے محترم کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے موصوف عروج وارتقاء کی ان منزلوں تک پہنچ جاتے ہیں جہاں تک لوگ بہت کم پہنچ پاتے ہیں۔ ع

جسے چاہے اس کو نواز دے یہ در حبیب کی بات ہے

تو لیجئے تصور پڑھئے اور لوحِ دل پر نوٹ کیجئے شہر بھاگلپور سے کچھ دور ایک بہت ہی زرخیز اور جائے وقوع کے لحاظ سے بڑا پرفضا اور خوبصورت قصبہ سبحانپور گٹور یہ ہے جو مولانائے محترم کی جائے پیدائش ہے اسی قصبے کے ایک معزز گھرانے میں محترم مولانا محمد میکائیل ضیائی سنہ ۱۳۷۹ھ میں تولد ہوئے۔ جب کچھ بڑے ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار عالیجناب محترم جمیل احمد صاحب حبیبی نے اپنے نور نظر کو ابتدائی تعلیم کے لئے قصبہ کے ایک مکتب میں داخل کر دیا۔ چونکہ مولانا ذہین ہونے کے علاوہ بڑے سنجیدہ بھی تھے اور فطری طور پر کھیل کود اور غیر ضروری معمولات سے دور رہتے تھے اس لئے بہت جلد ناظرہ قرآن پاک اور اردو وغیرہ کی تعلیم حاصل کر لی۔ اس کے بعد والد بزرگوار نے عربی وفارسی کی ابتدائی تعلیم کے لئے ایک قریبی قصبہ عمرپور کے مشہور ومعروف مدرسہ خیر المدارس میں داخل کر دیا۔ درس نظامیہ کی ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد مولانائے محترم کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ کسی بڑے دینی ادارے میں چل کر حصولِ علم کے لئے بیقرار تمناؤں کو قرار اور بیتاب آرزوؤں کو تسکین اور مضطرب جستجوؤں کو راحت وچین سے ہمکنار کیا جائے۔ اور پھر غوث الاعظم کا شیدائی محبت غوثیت مآب کی شمع فروزاں لے کر اپنے غوث کی سنت پر عمل کرنے کے لئے بھاگلپور سے دور ودراز کا سفر کر کے ملک کی مرکزی معیاری اور عظیم درسگاہ جامعہ خیریہ نظامیہ سہسرام (بہار) آگیا۔ اور وقت کے عظیم محقق ومدبر سلطان المدرسین استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ضیاء الحسن صاحب قبلہ

محدث سہسرامی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہہ کرکے بڑے ذوق وشوق اور انہماک کے ساتھ علم دین حاصل کرنے لگا۔ جامعہ خیریہ میں جہاں حضرت محدث سہسرامی قبلہ کی شفقتیں موصوف کے سر پر سایہ فگن تھیں۔ وہیں حضرت علامہ محمد فضل الرحمٰن صاحب قبلہ بھاگلپوری کی عنایات ونوازشات اور منکر ملت فخر بہار ادیب الادبا رحضرت علامہ مولانا محمد میاں صاحب کامل سہسرامی علیہ الرحمہ کا کرم بے پایاں بھی مولانائے محترم کو حاصل ہوا۔ نتیجۃً موصوف میں عربی وفارسی ادب کے ساتھ ہی ساتھ اردو ادب کا ایسا ذوق پیدا ہوا کہ مختصر سے وقت میں مضمون نگاری کی دنیا میں مولانا نے جو کامیابیاں حاصل کیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ کیوں نہ ہو حضرت علامہ کامل میاں علیہ الرحمہ جیسے محقق ومدبر اور شاندار ادیب کے شاگرد کو ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ اور صرف یہی نہیں کہ موصوف کسی مضمون کو اپنی فکر انگیزی وحقائق نگاری کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کرکے اپنے قارئین کے ذوق مطالعہ کو آسودگی بخشتے ہیں بلکہ موصوف ایک شاندار اور خوش فکر شاعر بھی ہیں۔ موصوف کا ایک ایک شعر عشق ومحبت کے سانچے میں ڈھلا ہوا الفاظ ومعانی کا ایک شگفتہ وشاداب چمن معلوم ہوتا ہے۔ اصناف سخن میں نعت گوئی سب سے مشکل ترین صنف ہے جہاں ادب واحترام کا اس قدر لحاظ رکھنا پڑتا ہے کہ نہ پوچھیے۔ نعت کی حدود سے ذرا آگے بڑھے تو الوہیت، پیچھے ہٹے تو تنقیص رسالت۔ ایسی مقدس بارگاہ میں عقیدتوں کا خراج پیش کرنا جہاں فرشتے بھی مؤدب ودست بستہ حاضر ہوں مشکل ترین امر ہے ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید اینجا

لیکن سچ کہا ہے کسی نے کہ سچے عاشق کی دیوانگی پیکر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کو اپنی جانب متوجہ وملتفت کرلیتی ہے۔ اور اس توجہ کے سبب عشق کی بلاخیزیاں بھی ادب واحترام کے سانچے میں ڈھل جاتی ہیں۔ اور شاید تو کیا یقیناً اسی توجہ کا ثمرہ ہے کہ مولانا۔ ضیائی صاحب خوب سے خوب تر نعتیں بھی کہتے ہیں۔ الفاظ کی نشست وبرخاست، خوبصورت اسالیب وتراکیب اور ندرت بیانی کا جو اندازو ذخیرہ مولانا کے یہاں ملتا ہے ان کے معاصر شعراء

میں بہت کم نظر آتی ہے۔ اور پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ قدرت نے آواز اتنی اچھی اور ترنم اتنا جاں نواز بخشا ہے۔ کہ جس محفل میں پہنچ جائیں لحن داؤدی کی تصدیق کرتا ہوا ترنم دلہجہ سامعین کو مسحور و محظوظ کئے بغیر نہ رہ سکے۔

چونکہ یہ تمام صلاحیتیں اور خوبیاں مولانا میں زمانۂ طالب علمی سے ہی تھیں اس لئے ہر ادبی ادارہ و مذہبی مدرسہ اس وقت کا منتظر تھا کہ کب وہ وقت آئے کہ دریائے علم و ادب کے دُرِ نایاب سے ہم اپنی آرائش وزیبائش میں اضافے کے ساتھ اپنی شہرت میں چار چاند لگائیں۔ خدا خدا کرکے وہ حسین و دلکش لمحات آپہنچے اور ۲۵ مئی ۱۹۷۶ء کو حضرت علامہ کامل سہسرامی علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم کے موقعہ پر ملک و ملت کے مایۂ ناز علماء کرام کی موجودگی میں مولانائے محترم کے سر پر نیابت رسول کا تاج زریں جگمگانے لگا۔ پھر کیا تھا ملک کے گوشے گوشے سے خطوط آئے اور مولانا موصوف ستمبر ۱۹۷۹ء میں الٰہ آباد تشریف لائے اور اگست ۱۹۸۱ء تک ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد کے نائب مدیر رہے۔ اس کے بعد کرناٹک کی مشہور و معروف درس گاہ۔ دارالعلوم شاہ جماعت ہاسن میں ستمبر ۱۹۸۱ء سے فروری ۱۹۸۲ء تک درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ اپریل ۱۹۸۲ء میں کانپور تشریف لائے اور ہندوستان کے معروف ادارہ استقامت سے وابستگی اختیار کرلی اور دسمبر ۱۹۸۳ء تک استقامت ڈائجسٹ کے معاون مدیر رہ کر اپنی زبان و قلم سے دین مصطفوی کی خدمات انجام دیں اور اس کے بعد سے اب تک مسجد مولوی محمد عابد طلاق محل کانپور میں خطیب و امام کی حیثیت سے خدمت کررہے ہیں۔ اسی عرصے میں حضرت موصوف نے بڑی شدت سے یہ محسوس کیا کہ اہلسنت و جماعت کا مخالف گروپ عوام اہلسنت کو یہ تاثر دینے کی کوشش کررہا ہے کہ اسلام میں جس قدر غلط رسومات داخل ہوئی ہیں وہ سب بریلوی سنیوں کی غفلت ولاپرواہی کا نتیجہ ہیں

لہ مولانا ضیائی صاحب نے درس نظامیہ کے علاوہ درجات عالیہ میں منشی کامل، مولوی، عالم، فاضل الٰہ آباد بورڈ اور ادیب و ادیب ماہر جامعہ اردو علی گڑھ سے کیا اور کانپور تشریف لانے کے بعد کانپور یونیورسٹی سے ایم اے بھی کرلیا ۱۲ حبیبی

لہٰذا موصوف نے بڑی کوشش و کاوش کے بعد ایک ایسی کتاب تصنیف فرمائی جس میں سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیمات کو جمع فرما کر یہ واضح فرمادیا کہ اعلیٰحضرت اور ان کے متبعین پر گستاخان خدا ورسول کا یہ صرف الزام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ زیر نظر کتاب "تعلیمات اعلیٰحضرت" کا مطالعہ خود اس دعوے کی دلیل پیش کرے گا کتاب کا ایک ایک ورق اور اس کی ایک ایک سطر عشق رسول کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ موصوف کے اسلوب تحریر نے کتاب کی افادیت میں جو اضافہ کیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ آج کے اس پر آشوب دور میں جبکہ مسلمان اور بطور خاص ہمارا نوجوان طبقہ جو حیا سوز اور شہوت انگیز فسانوں میں ذہنی تسکین تلاش کرتا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ اس کے مردہ ضمیر کو زندگی، خوابیدہ جذبوں کو بیداری اور قلب و نظر کو عشق و ایمان کی لذتوں سے آشنا کرے گا۔ دعا ہے کہ مولائے کریم مکین گنبد خضرا علیہ التحیۃ والثنا کی عظمتوں کے صدقے میں موصوف کو اسی طرح دین متین کی خدمت اور تمام مسلمانوں کو اس کتاب سے مستفیض ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یا رب السموات والارضین طٰہٰ

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد قاسم حبیبی برکاتی الہ آبادی

صدر شعبۂ تجوید و ترتیل جامعہ احسن المدارس قدیم و خطیب جامع مسجد شفیع آباد

چمن گنج۔ کانپور۔

۱۰/۲/۱۴۰۰ھ مطابق ۵/۱۰/۱۹۸۰ء بروز دوشنبہ مبارکہ

قابلِ قدر کارنامہ

از: فخرِ صحافت حضرت مولانا طیش صدیقی مدیر و مرتب استقامت ڈائجسٹ کانپور

عالمِ ذیشان، فاضل نوجوان عزیزی مولانا قاری محمد میکائیل صاحب ضیائی ہر طرح لائقِ ستائش و مستحقِ مبارکباد ہیں کہ انہوں نے وقت کی ایک اہم اور عظیم ضرورت کا احساس ہی نہیں کیا بلکہ اس کو پورا کرنے کے لئے اپنے علم و قلم کی صلاحیتوں سے جائز طور پر استفادہ کیا جس کا روشن اور تابناک نتیجہ زیرِ نظر کتاب "تعلیماتِ اعلیٰحضرت" کی شکل میں باصرہ نوازی کر رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی پاک و پاکیزہ تعلیمات جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ان کی ایمان افروز باطل سوز اور روح پرور تصنیفات (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) میں سے

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

کا مظاہرہ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں یکجا کر کے ایک آفتابِ درخشاں کی صورت میں پیش کر دینا کوئی معمولی کام نہیں ایک کارنامہ بلکہ بلاخوفِ تردید کہنا چاہئے کہ "قابلِ قدر کارنامہ" ہے۔ دراصل ضیائی صاحب کی اس مستحسن کوشش ہی نے مجھے مجبور کیا کہ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ان چند سطور کو قلم بند کرنے کے لئے وقت نکال لیا۔

میری دعا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب محبوب مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں اس کتاب کو مقبولِ خاص وعام بنائے اور ضیائی صاحب کو توفیقِ رفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے علم وقلم سے دین وملت کی بیش از بیش خدمات انجام دیں۔ آمین بجاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محی الدین احمد طیش صدیقی قادری رضوی

یوم جمعہ ۱۴/صفر المظفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹/اکتوبر ۱۹۸۶ء

تقریظ

از: ساحر البیان حضرت علامہ عبد الرحیم صاحب قادری ناظم اعلیٰ دار العلوم غوثیہ اشرفیہ کانپور

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد میکائیل صاحب ضیائی سجا گلپوری اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر علمی و ادبی حلقوں میں ایک نامی گرامی نعت گو شاعر، کامیاب رائٹر و ادیب کی حیثیت سے نہایت تیزی کے ساتھ شہرت و مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ اور دنیائے علم و ادب میں اب وہ محتاج تعارف نہیں۔

ہر دور اور ہر زمانے میں قلم کا جہاد تلوار سے کہیں زیادہ موثر اور کار آمد ثابت ہوا ہے۔

اعلیٰحضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ عظیم کارنامہ جہاد بالقلم ہی تھا جس کے نتیجے میں اگر ایک طرف وقت کے تمام فرقہائے باطلہ کے قلعے مسمار اور منہدم ہو کر رہ گئے تو دوسری طرف رہتی دنیا تک کے واسطے حق و باطل کے درمیان خطِ نشان قائم ہو گیا۔

انتہائی خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فکر و فن اور علمی و قلمی کارناموں کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرنے کے لئے ماضی قریب میں دنیا کے مانے ہوئے اہل قلم حضرات کی نہایت کامیاب کاوشیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان اور پاکستان کے ساتھ ساتھ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اس سلسلے میں نمایاں کام ہوا اور ہو رہا ہے۔

پیغمبر اسلام سرکار رسالت مآب روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی متعلم ہو یا تسلیم سر سے لے کر پیر تک بہر حال قانون اسلام کا پابند ہے اور زندگی کے ہر ہر موڑ پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے قومی و ملی تمام تر ذمہ داریوں کو پوری کرنے جانا زندگی کی معراج سمجھتا ہے۔ بلاشبہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تعزیرات شریعت کے نفاذ اور اعلان حق و صداقت کی راہ میں کسی معمولی سی بھی تفریط کو برداشت نہیں کیا گیا ہے لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیئے۔ کہ ٹھیک اسی طریقے پر ایمان و عقیدے کی اصلاح اور رشد و ہدایت کے سلسلے میں کم سے کم درجے کی افراط کو بھی جگہ نہیں دی گئی ہے۔

جن لوگوں نے اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شدت اور سختی کا الزام لگایا ہے در حقیقت وہ حضرات عصبیت اور تنگ نظری سے مغلوب ہو کر مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقے کو بریلی سے دور رکھنے کے واسطے صرف اسلئے پورے شد ومد کے ساتھ جد وجہد میں لگ گئے تاکہ مسلمان ان کے دام فریب سے کسی طرح نہ نکل سکے۔

حضرت مولانا محمد میکائیل صاحب ضیائی قابل صد مبارکباد ہیں جنہوں نے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی کی نہ جانے کتنی کتابوں اور فتاوی کی چھان بین کرکے "تعلیمات اعلیحضرت" کے بیشتر مواد کو اکٹھا کیا اور نہایت سلیقے و قرینے سے ترتیب دے کر وقت کی اہم ترین ضرورت کو پوری کرتے ہوئے انصاف پسند اہل علم کے سامنے ایک ایسا صاف وشفاف آئینہ پیش کر دیا ہے جس میں بڑی آسانی کے ساتھ اعلیحضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، جانچا اور پرکھا جا سکتا ہے۔ اور دیکھنے، جانچنے اور پرکھنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا بالکل آسان ہوگا کہ اعلیحضرت سیدنا امام احمد رضا ایک کامل رہنما اور قابل تقلید شخصیت کا نام ہے۔ پوری کتاب دیکھنے کے بعد مکمل طور پر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل مؤلف نے جس طور سے جی لگا کر "تعلیمات اعلیحضرت" کو ترتیب دیا ہے اسی طرح شروع سے لے کر آخر تک انداز بیان میں کامل سنجیدگی وشائستگی اور زبان کی چاشنی کا بھی خاص لحاظ رکھا ہے۔ اس ناگفتہ بہ دور میں جبکہ مسلمان اسلام اور اسلامیات دین اور دینیات سے کوسوں دور ہوتے جا رہے ہیں۔ علم اٹھتا جا رہا ہے جہل بڑھتا جا رہا ہے۔ میرے نزدیک عوام، خواص، اپنے بیگانے ہر طبقے کے لئے ضروری ہے کہ بالکل کھلے ذہن کے ساتھ "تعلیمات اعلیحضرت" کا مطالعہ کرکے پہلے سمجھنے کی کوشش کریں پھر اس پر عمل کرکے خدا و رسول کی بارگاہ کی خوشنودی نیز دارین کی کامیابی حاصل کریں۔ آخر میں دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ خدائے قدیر مولانا کی اس گرانقدر کاوش کو شرف قبول عطا فرماکر مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

عبدالرحیم قادری

۱۳ر صفر المظفر ۱۴۰۸ھ بروز پنجشنبہ

تقدیم

جذبات واحساسات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی ان بلند ترین ہستیوں میں شمار ہوتا ہے جن کا ورود مسعود تاریخ کے اس حصہ میں ہوتا ہے جبکہ تمام اطراف و جوانب سے شجر ہائے اسلام کو باطل قوتیں نیست و نابود کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہیں اور اہل اسلام کو قسم قسم کے سبز باغ دکھا کر باطل کے دام میں پھنسا کر اتباع شیاطین پر لا کھڑا کرنے کے لئے ہمہ روز گامزن رہتی ہیں۔ ایسے وقت میں ہزار ہا گردش لیل و نہار لوگوں کی ان دعاؤں اور آرزوؤں میں کٹ جاتی ہیں کہ پروردگار عالم ایک بلند ترین انسان پیدا فرما جو جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کا مظہر ہو تب کہیں جا کر ایسی شخصیت لوگوں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے جو دین و دنیا کے وہ کام جو عام لوگ صدیوں میں نہیں کر پاتے تھوڑی مدت میں کر جاتی ہے۔ اور دنیا اس کے کارنامے دیکھ کر انگشت بدنداں اور متحیر رہ جاتی ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اس کے پیچھے کوئی خدائی طاقت ضرور کار فرما ہے جو اس سے اتنے عظیم کام انجام دلاتی ہے۔ پھر ایسی شخصیت کو آخرکار دنیا "مجددِ دین و ملت" کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مختصر ترین تعارف یہ ہے کہ افغانی نسل کے ایک خوشحال اور متمول گھرانے میں بریلی کی سرزمین پر ۱۴ جون ۱۸۵۶ءؔ کو ولادت ہوئی۔ اپنے والد سے تعلیم پائی۔ خداداد صلاحیتوں نے چودہ سال کی عمر (۱۸۶۹ء) میں مسندِ افتاء کا ذمہ دار بنا دیا۔

ے حالانکہ حساب لگانے پر ۱۲۷۲ھ کی مطابقت میں ۱۸۵۶ء آتا ہے جس پر سوانح نگاروں کی توجہ خاص کی ضرورت ہے۔

۱۸۷۷ء میں خانوادۂ برکاتیہ کے ارادت کیشوں میں شامل ہوئے ۱۸۷۵ء میں حج کی سعادت حاصل کی جہاں علماء حرمین طیبین نے سند واجازت سے نوازا۔ دوسری بار ۱۹۰۵ء میں حج وزیارت کو گئے۔ مکہ معظمہ میں آٹھ گھنٹے کے اندر اَلدَّولَۃُ المَکِّیَۃُ تصنیف فرمائی۔ جسے دیکھ کر علماء حرمین نے اپنا امام تسلیم کیا۔ اسی سفر میں ہند کے چند علماء سو کی دریدہ دہنیوں پر علماء عرب سے آخری فیصلہ حاصل کیا۔ جسے "حسام الحرمین" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ۱۹۱۱ء میں قرآن عظیم کا شاندار ترجمہ "کنز الایمان" کیا۔ ۱۹۲۱ء میں وصال ہوا۔

۱۸۵۶ء سے ۱۹۲۱ء تک کی ۶۵ سالہ حیات میں اعلیحضرت نے تقریباً ۶۵ علوم وفنون پر ایک ہزار کتب ورسائل تصنیف فرمائیں۔ عشق وایمان سے بھرپور قرآن کا ترجمہ دیا۔ ۱۲ ہزار صفحات پر مشتمل فقہی مسائل کا خزانہ "فتاوی رضویہ" کی شکل میں عطا کیا۔ اگر ہم ان کی علمی وتحقیقی خدمات کو ان کی ۶۵ سالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو ہر ۵ گھنٹے میں امام احمد رضا ایک کتاب ہمیں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک متحرک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا جو کام تھا امام احمد رضا نے تنہا انجام دے کر اپنی جامع وہمہ صفت شخصیت کے زندہ نقوش چھوڑے۔ لیکن افسوس کہ اس جاندار حقیقت کی معرفت والے اب تک اپنا حق ادا نہ کر سکے۔ آج ہم سنِ عیسوی کے تراسیویں سال میں داخل ہو چکے ہیں اور امام احمد رضا کو پردہ فرمائے ۶۲ برس گذر گئے ہمارا فرض تھا کہ ہم اپنے محبوب قائد کے علمی کارناموں سے اسلامیانِ ہند اور عالمِ اسلام کو متعارف کراتے تحقیقات وتصنیفات کے جوہر بکھیر دیتے۔ افسوس کہ امام احمد رضا کی بارگاہ میں ہم ۶۲ برس کے بعد ۶۲ کتابیں بھی نہ پیش کر سکے۔

ایک طرف ہماری سرد مہری کا یہ عالم کہ ان پر کتابیں لکھنا تو ایک طرف خود ان کی بہت سی کتابیں اب تک زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکیں جبکہ

نوٹ: یہ کتاب ۱۹۸۲ء میں تالیف کی گئی۔ ۱۲ ضیائی

دوسری جانب مسلسل تقریر وتحریر کے ذریعہ امام احمد رضا کی شخصیت کو مسخ کرکے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ ان کی گراں مایہ خدمات کا اعتراف تو بڑی بات ہے ان پر تہمتوں کے انبار ہیں۔ یہ سلسلہ برس دس برس سے نہیں نصف صدی سے جاری ہے۔ غیر شعوری نہیں منظم طریقے پر، ہند ہی میں نہیں ایشیا و یورپ کے تمام ممالک میں جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آج کا سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرتے جھجکتا ہے۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے گرد و پیش کی فضا میں یہ آوازیں گونجتی ہوئی محسوس کی ہیں بلکہ بارہا میرے کانوں سے ٹکراتی رہی ہیں کہ:

- مولانا احمد رضا خاں بہت سخت مزاج اور شدت پسند تھے۔
- مسلمانوں کو کافر کہنے میں بے حد بے باک تھے۔
- رسول اللہ کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر جانتے تھے۔
- غیر خدا کے لئے سجدہ حلال جانتے تھے۔
- وہ اپنے ماننے والوں کو بدعات و منکرات کی تعلیم دیتے تھے۔
- انہوں نے غلط اور غیر شرعی رسومات کی بنیاد ڈالی ہے۔

محاسبۂ آخرت سے بے نیاز ہوکر بے بنیاد الزامات کسی پر بھی لگائے جاسکتے ہیں۔ چودہ سو سال کی تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اسلام کا کوئی ایسا محقق و رہنما نہیں ہے جسے الزامات کی وادیوں سے نہیں گذرنا پڑا۔ لیکن عدل پسندوں کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ الزامات کو ثبوت کی روشنی میں جانچتے ہیں۔ ثابت ہونے پر ملزم کو مجرم سمجھا عدمِ ثبوت پر مظلوم گردانا۔ امام احمد رضا کو مجرم یا مظلوم ثابت کرنے کے لئے اس وقت کون سے ذرائع ہیں؟ بالکل سامنے کی بات ہے کہ ان کی خود کی تصنیفات و تالیفات ہی مخالف و موافق کے لئے ذریعہ بن سکتی ہیں۔

زیر نظر کتاب "تعلیمات اعلیحضرت" انہیں جذبات و احساسات کے پیش نظر امام احمد رضا کی تصنیفات و تالیفات کے گراں مایہ و بیش قیمت اقتباسات پر مشتمل ہے۔

جس کے مطالعہ سے آپ پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی تصنیفات تالیفات و تعلیمات میں منہاجِ شریعت و منوالِ سنت سے کہیں بھی یک سر مو فرق نہیں آنے دیا ہے۔ اور اس بات کا مکمل خیال رکھا ہے کہ جائز کو جائز اور ناجائز کو ناجائز کہا جائے۔ بلکہ جو شئی مباح ہے اس کو بلا وجہ ناجائز کہنے والوں کی سخت سرزنش فرمائی ہے اسی طرح غیر شرعی امور کو داخلِ عمل کرنے والوں پر اپنی سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اگر کسی نے فاتحہ کی چیز کو سامنے رکھ کر ہی فاتحہ کرنے کو ضروریاتِ دین میں سے سمجھا اور یہ خیال کیا کہ اس کے بغیر فاتحہ درست نہیں تو اس کی تنبیہ اس طرح فرمائی کہ یہ شریعت مطہرہ پر افترا ہے۔ ایسے شخص کے لئے توبہ لازم ہے۔ ساتھ ہی سامنے رکھنا ناجائز کہنے والوں پر بھی اپنی خفگی کا اظہار فرمایا۔ اور وہ اس طرح کہ یہ شریعت پر اپنی طرف سے زیادتی ہے۔ ایسے شخص کے لئے بھی توبہ واجب ہے۔ اس لئے کہ شئی سامنے ہو یا نہ ہو ہر حال میں فاتحہ درست اور جائز ہے۔ اسی طرح قبروں کے اوپر عود یا لوبان جلانے کی سخت ممانعت فرمائی اس کے علاوہ وہاں بے ضرورت اور بے وجہ چراغ روشن کرنے کو اسراف بے جا کہا۔ لیکن صاحب مزار کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے یا زائرین کی سہولت کے لئے یا قرآن کریم کی تلاوت کیلئے اگر قبروں سے ہٹ کر روشنی کا نظم کیا جائے تو اس امر کو جائز قرار دیا۔ کیونکہ شریعت میں اس سے ہرگز ممانعت نہیں بلکہ یہ امر پسندیدہ اور بہتر ہے۔ بلکہ باعثِ خیر و برکات بھی۔

علیٰ ہٰذا القیاس اس قسم کے سیکڑوں مسائل ہیں جن پر بے خوفی کے ساتھ عالمانہ اور محققانہ انداز میں بحث فرمائی اور مومنوں کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔

یہ ایک عجیب سی بات ہے کہ اولیاء کرام اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھنے والے اور اپنے کو عالم یا مومن کہنے والے بہت سے فریبی انسان ایسے ہیں جو اصلاحِ قوم کے بہانے امر جائز و مستحسن بلکہ مستحب اور مسنون کو بھی فنا کرنے اور مٹانے کے درپے نظر آتے ہیں اور ان چیزوں کے لئے ناجائز و حرام کا فتویٰ آسانی کے ساتھ دے دیتے ہیں کچھ بھی خدا کا خوف دل میں نہیں لاتے۔

اسی طرح کچھ جاہل صوفی، بے علم پیر اور نادان حضرات اغراضِ فاسدہ کی تکمیل اور شکم پری یا حصولِ زر کی خاطر خلافِ شرع اور ناجائز امور کو بھی عملی طور پر کارِ خیر یا جائز قرار دیتے ہیں۔ خوفِ الٰہی و حسابِ محشر سے دور رہ کر اپنی لگن میں مگن نظر آتے ہیں۔ یہ دونوں حضرات غلطی پر ہیں۔ اول الذکر حضرات توہینِ رسالت اور اہانتِ ولایت کی بنا پر ایمان سے دور اور کفر سے قریب تر ہیں بلکہ کفر کا طوق اپنی گردن میں ڈالے ہوئے ہیں۔ آخر الذکر حضرات عصیاں شعار، معصیت کیش اور اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے خطا کار بنتے نظر آ رہے ہیں۔ ان دونوں حضرات کی درست ہدایت اور ایماندارانہ رہنمائی کا فریضہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے قول و فعل و تحریر کے ساتھ جس طرح انجام دیا ہے اسے آپ کی اصلاحی و تجدیدی خدمات ہی سے تعبیر کیا جائے گا جس کا خلاصہ یہی ہے کہ جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز مت کہو، مباح و مستحسن کو حرام اور حرام کو تواتر بنانے کے لیے مباح و مستحسن اور حلال مت قرار دو کفر کا ایمان اور ایمان کا کفر نام مت رکھو۔

غالباً آپ کی انہیں ردِ بدعات و منکرات اور احیاءِ اسلام کے لیے جد و جہد کے سبب بعض علماءِ حرمین نے آپ کو چودھویں صدی کا مجدد کہا ہے چنانچہ حافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل خلیل مکی لکھتے ہیں۔

"بَلْ اَقُوْلُ لَوْ قِيْلَ فِيْ حَقِّهٖ اَنَّهٗ مُجَدِّدُ هٰذَا الْقَرْنِ لَكَانَ حَقًّا وَّصِدْقًا

لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ

اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ"

ترجمہ: "بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر ان (اعلیحضرت امام احمد رضا) کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس (چودھویں) صدی کے مجدد ہیں تو بیشک یہ بات صحیح و سچ ہوگی۔

خدا کے لئے یہ بات مشکل نہیں کہ وہ ایک جان میں ایک جہاں کو دے۔" (حسام الحرمین ص۱۵)

میں نے انہیں مذکورہ جذبات و احساسات کی ترنگ اور اعلیٰ حضرت کے

تعلیمات کے صحیح خدوخال کو پیش کرنے کے امنگ میں یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ اگر حقیقت پسند نگاہوں اور انصاف پرور قلوب واذہان نے میری اس کوشش کو سراہا اور یہ جدوجہد کامیاب ہوئی تو انشاء اللہ العزیز اس کے بعد ان مسائل کو جو اس میں نہیں آسکے ہیں عوام کی عدالت میں پیش کرنے کی ذمہ داری نبھاہوں گا۔ اب فیصلہ کرنا قارئین کا کام ہے۔ کہ اعلیٰحضرت کی ان تعلیمات کی روشنی میں باغیوں اور حاسدوں کے لگائے ہوئے الزامات بے بنیاد ثابت ہوتے ہیں یا نہیں۔؟ یقیناً آپ کچھ اسی طرح کا نتیجہ نکالیں گے۔ اور یہ کہنے پر مجبور ہوں گے ؎

حق سمجھایا حق فرمایا حق کے علاوہ سب ٹھکرایا
حق کی عزت، حق کی رفعت حق کی نعت اعلیٰحضرت

عقیدت کیش

محمد میکائیل ضیائی حبیبی بھاگلپوری

خطیب مسجد مولوی محمد عابد طلاق محل

کانپور ۱

۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۴۰۳ھ

مطابق ۸ ستمبر سنہ ۱۹۸۳ء

۲

اعتقادیات

اسلام کا مفہوم

اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اسلام کا مفہوم کیا ہے۔ ذیل کے اقتباس میں ملاحظہ کیجیے :۔

اعلیحضرت سے کسی نے سوال کیا کہ انگریزی جاننے والے غیر مسلم صرف کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان ہو جائیں گے یا نہیں؟ اس پر اعلیحضرت نے جواب مرحمت فرمایا:

"بیشک مسلمان ٹھہریں گے اگرچہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ نہ جانیں۔ بلکہ اگرچہ کلمہ طیبہ کبھی نہ پڑھا ہو اور اتنا ہی کہا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدی قبول کیا۔ ان کے اسلام کے لئے کافی ہے"[1]

"ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے" صریح کلمہ کفر

آج کا مسلمان باتوں باتوں میں کیا کچھ کہہ جاتا ہے اسے خبر بھی نہیں رہتی اور بعد میں وہ اپنے کہے پر پچھتاتا ہے۔

اسی طرح ایک بار کسی بات پر ایک شخص نے کہہ دیا کہ ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے (معاذ اللہ) اس پر اعلیحضرت سے استفتا کیا گیا۔ اعلیحضرت نے جواب دیا:

یہ وہ لفظ جو اس نے کہا کہ ہم خدا و رسول کو نہیں جانتے یہ صریح کلمہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے مہر سے نکاح چاہیئے :[2]

---

[1] فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۵۴ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ

اللہ صاحب کہنا جائز ہے مگر...

رب العالمین جل جلالہ کو بہت سے لوگوں نے اپنی کتابوں میں اللہ صاحب لکھا ہے۔ اس بنیاد پر کسی نے اعلیحضرت سے پوچھا کہ اللہ صاحب کہنا کیسا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

• جائز ہے۔ حدیث میں ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ وَمَا صَاحِبُکُمْ بِمَجْنُوْنٍ۔ لیکن اللہ صاحب کہنا اسمٰعیل دہلوی کا محاورہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے۔ اس لئے نہ چاہیئے۔ (پھر فرمایا) آریہ پادری وہابی سب ایک ہیں۔[1]

معابد کفار میں جانا جائز نہیں

غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں مسلمانوں کا جانا چاہے کسی وجہ سے ہو ناجائز ہے چنانچہ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

• علماء تصریح فرماتے ہیں کہ معابد کفار میں جانا مسلمانوں کو جائز نہیں۔[2]

---

[1] الملفوظ حصہ سوم ص ۲۲/۲۱۹

[2] فتاوی رضویہ جلد دہم ص ۳۹

بدعتی کافر

جو شخص اپنے کو مسلمان کہلاتے ہوئے سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلے اور اسلام میں نت نئی راہیں نکالتے ہوئے اس کی بعض باتوں سے انکار کرے۔ اس کے لئے اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

"فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے۔ اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے ___ لا واللہ ہرگز ہرگز قبول نہیں۔ جب تک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے۔"[1]

مسلمانوں کو کافر کہنا

آج وہابیہ دیوبندیہ و دیگر فرقہ ہائے باطلہ کے افراد اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان تراشی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ذیل کے اقتباس سے اعلیحضرت کا موقف واضح انداز میں سمجھ میں آجائے گا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کیا کسی مسلمان کو کافر کہہ سکتے ہیں؟

آیئے اعلیحضرت کی بارگاہ میں سوال کریں کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے پر کیا حکم ہے

---

[1] اعلام الاعلام صہ ۱۵

تو اعلیحضرت جواب دیں گے :

"بطور سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا۔ اور اگر جان کر کہا تو کافر ہو گیا" لہ

اعلیحضرت کے اس موقف سے ظاہر ہو گیا کہ ممدوح علیہ الرحمہ نے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی کسی کو یہ کہہ کر بہکانا چاہے کہ اعلیحضرت کافر ساز ہیں معاذ اللہ تو اس کو یہی جواب دینا چاہیئے کہ اعلیحضرت کبھی کسی مسلمان کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ کافر کو کافر کہا ہے۔ اور کافر کو کافر ہی کہنا چاہیئے مسلمان نہیں۔

بڑے پیر صاحب کا پیوند

بعض لوگ جناب پیران پیر کا پیوند دیتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام پیوندی رکھتے ہیں۔ اور جب سال کا ہوا تو اس کے گلے میں ہنسلی ڈال دیتے ہیں اور اسی طرح دوسرے برس۔ ۱۴ یا ۱۵ سال تک اسی طرح کرتے ہیں۔ جب لڑکا اس عمر تک پہنچ جاتا ہے تو وہ ہنسلیاں اور لڑکے کی قیمت کر کے اس کا دسواں حصہ جناب پیران پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہتا ہے۔ اس کے متعلق اعلیحضرت فرماتے ہیں:۔

"دسوندی نام کفار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے کہ کافروں کے نام رکھے۔ اور لڑکے کو ہنسلی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے۔ اور لڑکے کی قیمت کرنی جہالت ہے اور یہ اعتقاد کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے۔ اگر اس معنی پر سمجھے ہیں کہ یوں کریں گے تو جیئے گا ورنہ مر جائے گا۔ تو سخت جہل بے بہبود

لہ الملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۳

اعتقاد مردود مشابہ خرافات ہنود وغیرہم کفار عنود ہے۔ ہاں اگر ان بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر صرف اس قدر کرتے کہ مولیٰ عزوجل کے نام پر محتاجین کو صدقہ دیتے اور اس کا ثواب نذر روح پر فتوح حضور پر نور غوث الثقلین غیث الکونین صلی اللہ علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کرتے اور نیت یہ ہوتی کہ رب تبارک وتعالیٰ صدقہ کے سبب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور بوجہ ایصال ثواب سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برکات رضا و دعا و توجہ شاملِ حال ہونگے اور ان پر محبوب کریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی بارگاہ میں عقیدت و نیاز مندی کے اظہار سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوش ہوگا اور اس کی خوشی جالب رحمت اور سالب زحمت ہوگی۔ اور حیات نہ ہوگی مگر وقت معہود تک اور موت نہ رکے گی مگر اجل معلوم تک۔ تو یہ اعتقاد و عمل صحیح و بے خلل ہوتے۔[1]

حیاتِ انبیاء کا منکر گمراہ ہے

حیاتِ انبیاء کے سلسلے میں حدیثوں کی روشنی میں اعلیٰحضرت کا موقف ملاحظہ فرمائیں

"تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانا حرام فرمادیا۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق پاتے ہیں۔

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۵۳۔

دوسری صحیح حدیث میں ہے۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ ۔ انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

(اوپر کے سلسلۂ گفتگو میں فرمایا) اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے صرف آنی ہے ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریاتِ مذہب اہلسنت سے ہے۔ اس کا منکر نہ ہوگا مگر بدمذہب گمراہ" لہ

کفار کے میلوں میں جانا

ایک سوال کے جواب میں اعلیٰحضرت نے فرمایا:

" کافروں کے میلے میں جانے سے آدمی کافر نہیں ہوتا کہ عورت نکاح سے نکل جائے جو لوگ ایسے فتوے دیتے ہیں شریعت مطہرہ پر افترا کرتے ہیں۔ البتہ اس میں شریک ہونا مسلمان کو منع ہے۔

حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم دوسری حدیث میں ہے من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ علماء فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیئے کہ مجمع کفار پر ہوکر نہ گذرے کہ ان پر لعنت اترتی ہے۔ اور سب پر ظاہر کہ ان کا میلہ صدہا کفر کے شعار اور شرک کی باتوں پر مشتمل ہوگا اور یہ ممانعت وازالۂ منکر پر قادر نہ ہوگا۔ تو خواہی نہ خواہی گونگا شیطان اور کافر کا تابعدار ہوکر مجمع کفار میں رہنا

لہ الملفوظ حصہ چہارم ص۳۵۷ ۱۲

اوران کے کفریات کو دیکھنا سننا مسلمان کی ذلت ہے۔ ؎

مال حرام پر فاتحہ

اس زمانے میں فاتحہ کا رواج اس قدر عام ہوگیا ہے کہ حلال و حرام کی تمیز اس سے اٹھ گئی۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ فاتحہ دینے دلانے سے پہلے اس کی پاکی ناپاکی اور حلت وحرمت پر غور کرلیں۔ اس لئے کہ کبھی چھوٹی سی غلطی کر کے سخت ترین سزا بھگتنی پڑتی ہے اس سلسلے میں اعلیٰحضرت بالتفصیل ارشاد فرماتے ہیں :

"اگر جو چیز اس نے حرام کاری میں یا قمار بازی سے حاصل کی بعینہ اسی شے پر نیاز دلائی مثلاً جوئے میں چاول جیتے تھے۔ انہیں کا پلاؤ پکایا۔ زانیہ کو اس کے آشنا نے گوشت بھیجا اسی پر فاتحہ دلائی۔ جب تو وہ نیاز، فاتحہ یقینی مردود اور اس کا کھانا قطعی حرام اور فاتحہ دینے والے کو اگر معلوم تھا کہ بعینہ یہ وہی شے ہے تو وہ بھی سخت عظیم شدید گناہ میں گرفتار یہاں تک کہ فاتحہ دینے دلانے والے دونوں پر معاذ اللہ خوفِ کفر ہے۔ دونوں پر لازم کہ کلمۂ اسلام نئے سرے سے پڑھیں اور نکاح کی تجدید کریں۔ اور اگر وہ چیز بعینہ بذریعہ حرام حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ ثمن حرام سے خریدی تو دو صورتیں ہیں۔ اگر حرام روپیہ دکھا کر کہا۔ اس کے بدلے یہ شے دے دے۔ بائع نے دی۔ اس نے وہی زر حرام ثمن میں دے دیا۔ تو اس صورت میں بھی جو کچھ خریدا مال وہ حرام وخبیث ہی ہے۔ اس پر نہ نیاز ہو سکے نہ فاتحہ۔ اس وقت میں اس پر فاتحہ دینا دلانا برا تو ہے

؎ فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۲

مگر اندیشۂ کفر سے دوری ہے۔ اور اگر یہ صورت بھی نہ تھی بلکہ بغیر زر حرام دکھائے یونہی کہا کہ یہ شے مثلاً ایک روپے کی دے دے۔ اس نے دے دی۔ اس نے حرام روپیہ ثمن میں دے دیا۔ یا دکھایا تو زر حرام کہ اس کے عوض دے دے جب اس نے دی۔ اس نے وہ روپیہ رکھ لیا اور کوئی حلال ذریعہ کا روپیہ ثمن میں دیا۔ تو اب جو کچھ خریدا مذہب مفتیٰ بہ پر حرام نہیں۔ اس پر نیاز و فاتحہ جائز ہے اور اس کا کھانا بھی حرام نہیں۔" [1]

مندر میں نماز پڑھنا

مندر میں جانے کی ممانعت اس سے قبل گذر چکی ہے یہاں دوسری جگہ کیا گیا سوال اور اس کا جواب نذر قارئین ہے۔

کسی سائل نے اعلیٰحضرت سے پوچھا۔ حضور مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس پر آپ نے جواب دیا:

"اگر وہ کفار کے قبضہ میں ہے تو مکروہ و ممنوع ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہے۔ اور اول تو مندروں میں جانا ہی کب جائز ہے۔" [2]

شریعت و طریقت

عمرو کا یہ قول کہ "طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا اور شریعت نام ہے چند اوامر

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۹۳ [2] الملفوظ حصہ چہارم ص۳۳ ۱۲

"ولواہی کا۔ کہاں تک صحیح یا غلط ہے؟ اس کے بارے میں استفسار کرنے پر اعلیٰحضرت نے جواب دیا:

"عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا، محض جنون وجہالت ہے۔ دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے۔ اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچے گی بلکہ شیطان تک۔ جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں۔ کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل ومردود فرما چکا ہے[1]"

اور ایک دوسرے سوال کے جواب میں امام اہلسنت یوں رقمطراز ہیں:

"شریعت، طریقت، حقیقت معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں۔ اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے۔ اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین۔ شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال، حقیقت حضور کے احوال۔ اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم"[2]

ضرورت مرشد

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ضرورت مرشد کے سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

"انجام کار رستگاری (اگرچہ معاذ اللہ سبقت عذاب کے بعد ہو) یہ عقیدہ اہلسنت میں ہر مسلمان کے لئے لازم۔ اور کسی

---

[1] مقال العرفاء صـ ۔ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صـ ۔

بیعت و مریدی پر موقوف نہیں ۔ اس کے واسطے صرف نبی کو
مرشد جاننا بس ہے۔ [1]

ساتھ ہی دوسری جگہ یہ بھی فرماتے ہیں۔

" فلاحِ انسان کے لئے بیشک مرشد خاص کی حاجت ہے
اور وہ بھی شیخ ایصال کی ۔ شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں ۔[2]

اللہ تعالیٰ کے لئے عاشق و معشوق بولنا

اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور پر نور شافع یوم النشور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس کا معشوق کہنا جائز ہے یا نہیں ۔ اس کے بارے میں اعلیحضرت فرماتے ہیں ۔
" ناجائز ہے ۔ کہ معنی عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال
قطعی ہیں ۔ ایسا لفظ بے ورود ثابت شرعی حضرت عزت کی شان
میں بولنا ممنوع قطعی ہے ۔[3]

نذر و نیاز اور شرک

ایک موقع پر سائل نے سوال کیا کہ نذر و نیاز ثابت شرع ہیں یا نہیں اور ان امور
کا کرنے والا مشرک ہوتا ہے یا نہیں ۔ تو اعلیحضرت نے بڑی وضاحت کے ساتھ جواب
دیا ہے ملاحظہ کیجئے ، اعلیحضرت کو خراجِ عقیدت پیش کیجئے ، داد دیجئے اور شرک سازفیکٹری
کو برباد کیجئے ۔ !

" اللھم احفظنا ۔ آدمی حقیقتاً کسی بات سے مشرک نہیں ہوتا

---

[1] فتاوی افریقہ صـ ۱۲۴ [2] فتاوی افریقہ صـ ۱۴۱ [3] فتاوی رضویہ جلد دہم صـ ۹۱ ۱۲

جب تک غیر خدا کو معبود۔ یا مستقل بالذات و واجب الوجود نہ جانے
بعض نصوص میں بعض افعال پر اطلاقِ شرک تشبیہا یا تغلیظاً
یا بارادہ مقارنت باعتقاد منافی توحید وامثال ذالک من التاویلات
المعروفۃ بین العلماء وارد ہوا ہے۔ جیسے کفر نہیں مگر انکار ضروریات
دین۔ اگرچہ ایسی ہی تاویلات سے بعض اعمال پر اطلاقِ کفر آیا ہے۔
یہاں ہرگز علی الاطلاق شرک وکفر مصطلح علم عقائد کہ آدمی کو اسلام
سے خارج کریں اور بے توبہ مغفور نہ ہوں زنہار مراد نہیں۔ کہ یہ
عقیدۂ اجماعیہ اہلسنت کے خلاف ہے۔ ہر شرک کفر ہے
اور ہر کفر مزیل اسلام۔ اور اہلسنت کا اجماع ہے کہ مومن کسی
کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ ایسی جگہ نصوص
کو علی اطلاقہا کفر وشرک مصطلح پر حمل کرنا اشقیائے خوارج کا مذہب
مطرود ہے۔ اور شرک اصغر ٹھہرا کر پھر قطعاً مثل شرک حقیقی
غیر مغفور ماننا وہابیہ نجدیہ کا خبط مردود ہے۔ نذر ونیاز کہ مسلمین
بقصد ایصال ثواب بارواح طیبہ حضرات اولیاء کرام نفعنا
اللہ تعالیٰ ببرکاتہم کرتے ہیں ہرگز قصد عبادت نہیں رکھتے۔ نہ
انہیں معبود واِلٰہ ومستحق عبادت جانتے ہیں۔ نہ یہ نذر شرعی
ہے بلکہ اصطلاح عرفی ہے کہ سلاطین وعظما کے حضور جو چیز پیش
کی جائے اسے نذر ونیاز کہتے ہیں اور نیاز اس سے بھی عام تر
ہے۔ عام محاورہ ہے کہ مجھے فلاں صاحب سے
نیاز نہیں ہے میں آپ کا نیاز مند ہوں "[1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۲۱۰ ۱۲

فسّاق میلاد خواں

میلاد شریف اور وعظ کی محفلوں میں فی زمانہ عام طور پر داڑھی منڈانے اور کترانے والے بر سرِ اسٹیج نظر آتے ہیں۔ اعلیحضرت کے یہاں اس کی احتیاط ملاحظہ فرمائیں۔

کسی نے سوال کیا کہ داڑھی منڈانے والے سے میلاد پڑھوانا کیسا ہے؟ وہ تو فاسق معلن ہے ہی ساتھ ہی اگر ہٹ دھرمی کرے اور یہ کہے کہ داڑھی والوں سے بے داڑھی والے اچھے ہیں۔ تو اس پر شرع کا کیا حکم ہے؟ اعلیحضرت فرماتے ہیں :-

"افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں اور ان کا مرتکب اشد فاسق و فاجر، مستحق عذابِ یزداں و غضبِ رحمٰن۔ اور دنیا میں مستوجب ہزاراں ذلت و ہوان۔ خوش آوازی یا کسی علت نفسانی کے باعث اسے منبر و مسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تعظیماً بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے۔ اور وہ کلمہ ملعونہ کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں۔ صاف سنت متواترہ کی توہین اور کلمۂ کفر ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین" [۱]

خلافِ مذہب مضامین کی کاپی نویسی (کتابت)

ان کے بارے میں جو آریہ سماجوں و دیگر مخالفین اسلام کے یہاں جا کر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس میں رہتے ہیں یا ان کے اخبار و مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں۔ اعلیحضرت کیا فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں :-

---

[۱] فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ...

"جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل وقرآن عظیم ومحمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات لیسے کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے ہیں یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اترتی ہے۔ وہ اللہ ورسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں قہر الٰہی کی آگ ان کے لئے بھڑکتی ہے۔ صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں۔ اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا اُلٹا سیدھا بناتے ہیں۔ ہر کلمہ پر اللہ عزوجل کی لعنتیں ملکۃ اللہ کی شدید لعنتیں ان پر اترتی ہیں۔ ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اس خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون ومردود گمان ہے۔ ایسے اشد فاسق وفاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے۔ ان کے پاس دوستانہ اُٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے۔ اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اس پر اصرار واستکبار ومقابلۂ شرع سے پیش آئے وہ یقیناً کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے۔ اس کے جنازے کی نماز حرام۔ اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا دفن کرنا اس کے دفن میں شریک ہونا اس کی قبر پر جانا سب حرام ہے" [1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۲۳۔

کافر کے جنازہ کے ساتھ چلنا

بہت سے مسلمان اپنی دوستی نبھانے کے لئے کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جاتے ہیں۔ اعلیٰحضرت نے لوگوں کو آگاہ کیا ہے :-

"اگر اس اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے۔ تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے۔
حدیث میں فرمایا اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہیئے۔ کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لئے اچھلتا کودتا خوش ہوتا ہوا چلتا ہے۔ کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوئی" [1]

رام لیلا وغیرہ دیکھنے جانا

ہندوؤں کے یہاں رام لیلا ہوتا ہے تو مسلمان مردوں اور عورتوں کا ہجوم دیکھنے میں آتا ہے۔ اس کے لئے اعلیٰحضرت شریعت کا حکم بیان فرماتے ہیں :-

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا	اے ایمان والو مسلمان ہوئے پورے
فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا	مسلمان ہو جاؤ۔ شیطان کی پیروی
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ	نہ کرو۔ وہ تمہارا کھلا ہوا
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ؕ	(ظاہر) دشمن ہے

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدعا کی کہ اگر اجازت ہو تو نماز میں کچھ آیتیں توریت شریف کی بھی پڑھ لیا کریں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ توریت شریف

---

[1] الملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۳۲ مطبوعہ کانپور

پڑھنے کے واسطے تو یہ حکم ہوا۔ رام لیلا کے واسطے کیا کچھ حکم نہ ہوگا[1]

بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا

دیگر مذاہب وادیان اور فرقہائے باطلہ کے مشتہرین اپنی کتابیں مفت تقسیم کرتے ہیں اور بدستی سادہ لوح مسلمانوں کو دے کر پڑھواتے ہیں۔ اور ہمارے سیدھے سادے مسلمان ان کے داؤں میں آکر ان کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اعلیحضرت نے ایک واقعہ کی روشنی میں کیا خوب فرمایا ہے:۔

"امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان کا ایک شاگرد آیا۔ وہاں ایک جاہل ان پڑھ بیٹھا تھا۔ اس سے کہا تمہارا کیا مذہب ہے۔ کہا سنی۔ پوچھا اپنے دل میں ا... مذہب کی طرف سے کچھ خدشہ پاتے ہو۔ کہا حاشا اللہ جیسا مجھے دوپہر کے آفتاب پر یقین ہے ایسا ہی مجھے اپنے مذہب پر ہے۔ امام کا شاگرد یہ سن کر اتنا رویا کہ کپڑے بھیگ گئے۔ اور کہا کہ میں اس وقت تک نہیں جانتا کہ کون سا مذہب حق ہے (پھر فرمایا) اسی واسطے ناقص بلکہ کامل کو بھی بلا ضرورت بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا جائز نہیں۔ کہ انسان ہے۔ ممکن ہے کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے"[2]

---

[1] الملفوظ کامل صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ کانپور۔

[2] ... صفحہ ...

بدمذہبوں کا رد فرض ہے

اسی موقعہ پر اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا:۔

• پہلے تلوار تھی۔ رد کی حاجت نہ تھی۔ تلوار کے ذریعہ سا انتظام ہوسکتا تھا۔ اب کہ ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں۔ رد کرنا فرض ہے۔ حدیث میں ہے۔

اذا ظہرت الفتن او قال البدع ولم یظہر العالم علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرفا ولا عدلا۔

جب فتنے یا فرمایا بدعتیں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم نہ ظاہر کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کا فرض قبول کیا جائے گا اور نہ نفل!! [1]

بلاضرورت مباحثہ

بات بات پر بدمذہبوں سے بحث و مباحثہ کرنے سے بھی اعلیحضرت نے منع فرمایا ہے۔ ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:۔

• امام سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں تشریف لیے جاتے تھے۔ ایک بدمذہب ملا۔ امام سے کہا۔ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا میں سننا نہیں چاہتا۔ اس نے کہا صرف ایک بات۔ آپ نے چھنگلیا کے پہلے پورے پر انگوٹھا

---

[1] الملفوظ کامل صفحہ ۳ مطبوعہ کانپور

رکھ کر فرمایا ولا اضف کلمہ آدھی بات بھی نہیں سنوں گا۔ لوگوں نے سبب پوچھا۔ فرمایا از یشاں منہم ہے (پھر فرمایا) اکابر کی تو یہ حالت — اور اب یہ حالت ہے کہ جاہل سا جاہل جُتا پڑتا ہے — آریوں سے وہابیوں سے — اور کچھ خوف نہیں کرتا۔ جو تمام فنون کا ماہر ہو۔ تمام پیچ جانتا ہو۔ پوری طاقت رکھتا ہو۔ تمام ہتھیار پاس ہوں — اس کو بھی کیا ضرور کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جائے۔ ہاں اگر ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے۔ اللہ پر توکل کر کے ان ہتھیاروں سے کام لے۔" [1]

منافقوں سے میل جول

ایک بار اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ندوہ کے صدر دوم (میاں صاحب) سے مکالمہ ہو رہا تھا۔ اسی دوران میاں صاحب نے صلح کل کی بات کرتے ہوئے کہا" کچھ اختلافات فروعی کی نہیں۔ زمانۂ رسالت میں دیکھئے منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے۔ نمازیں ساتھ پڑھتے مجالس میں پاس بیٹھتے شریک رہتے" اس پر اعلیحضرت نے جواب دیا۔

"ہاں صدر اسلام میں ایسا تھا۔ مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا تھا کہ (ندوہ کا سا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا ضرور خبیثوں کو طیب سے الگ کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ — اللہ تعالےٰ تمہیں یوں رہنے نہ دیگا

---

[1] ملفوظات کامل صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ کانپور۔

عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ
مِنَ الطَّيِّبِ ط کر دے گا

اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا ؟۔ بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن ۔ علی رؤس الاشہاد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا اُخْرُجْ یَا فُلاں فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ اے فلاں نکل جا۔ تو منافق ہے ۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے جنہیں رب العزت عز جلالہٗ رحمۃ للعلمین فرماتا ہے ۔ جن کی رحمت رحمتِ الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ‘‘ [1]

مخالفانِ دین پر شدت

ان ہی میاں صاحب نے کہا کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیئے ۔ سب کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیئے ۔ ساتھ ہی موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی سنایا کہ ، فرعون کے پاس جب موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تو اللہ تعالےٰ نے فرمادیا قُلْ لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا اس سے نرم بات کہنا ۔ اس پر اعلیحضرت نے فرمایا ۔

’’ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ اے نبی ! جہاد کر کافروں اور منافقوں
وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط سے اور ان پر سختی کر ۔

یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے ،

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ؕ تو بیشک بڑے خلق پر ہے ۔

---

[1] ملفوظ کامل حصہ ۳ مطبوعہ کانپور ص

تو معلوم ہوا کہ مخالفان دین پر شدت و غلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی حسنِ خلق ہے"۔ [1]

نوافل موجب اہانت

ہمارے معاشرے کے بہت سے مسلمان فرائض و واجبات و سنن چھوڑ کر مستحبات و مباحات میں لگے رہتے ہیں۔ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

• ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لئے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے اس کتاب مبارک میں فرمایا۔

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ و اھین	اگر فرائض کی ادائیگی سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہو تو سنن و نوافل قبول نہیں ہوتیں بلکہ موجب اہانت ہوتی ہیں [2]

علمِ غیب ذاتی و عطائی کا تصور

اعلیحضرت امام احمد رضا پر ایک الزام یہ بھی ہے کہ وہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم کو ذاتی علم مانتے ہیں۔ علم الٰہی کے مساوی جانتے ہیں۔ اس ضمن میں جتنے بھی اعتراضات

---

[1] الملفوظ کامل ص۳۸ و ۳۹ مطبوعہ کانپور ۱۲

[2] اعز الاکتناہ ص۱۲ مطبوعہ بریلی ۱۲

ہیں اعلیٰحضرت کی روشن تحریرات اور فکر انگیز تشریحات سے بے بنیاد اور خود ساختہ ثابت ہوجاتے ہیں۔ علم غیب کے مسئلے میں اعلیٰحضرت کا عقیدہ انہیں کے ارشادات کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔!

"علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لئے محال ہے۔ جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔" [1]

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔ وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا، وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل"۔ [2]

نرم روی کی ہدایت

اعلیٰحضرت کے مزاج میں شدت ضرور تھی مگر ان کے لئے، جو قوم و ملت کو مٹانے کے لئے سازشی ذہن رکھتے تھے اور عقائد باطلہ میں پکے ہو چکے تھے۔ ورنہ نرم مزاجی اور سنجیدہ ذہنی کا یہ عالم تھا کہ اپنے تو اپنے صلح کل اور مذبذب قسم کے لوگوں کے ساتھ بھی نرم رویہ اختیار کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے ذیل کا اقتباس، اعلیٰحضرت فرماتے ہیں:۔

"دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز نہیں حاصل ہوسکتے جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہوجائیں"۔ [3]

---

[1] خالص الاعتقاد [2] انباء المصطفیٰ [3] الملفوظ حصہ اول ص ۴۳ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی شریف

علمِ غیب کا مسئلہ

آج مخالفین اہلسنت اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو اللہ کے علم کے برابر کر دیا۔ اس سلسلے میں اعلیحضرت سے ایک صاحب نے سوال کیا تھا۔ جس کا اعلیحضرت نے تشفی بخش جواب عنایت فرمایا ملاحظہ ہو:

اس کا فیصلہ قرآن عظیم نے فرمادیا

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ — جھوٹوں پر اللہ کی طرف سے

عَلَى الْكٰذِبِيْنَ — لعنت ہو۔

جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ اس کا کچھ نام و نشان ہو تو کوئی دکھا دے۔ ہم اہلسنت کا مسئلۂ غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب عنایت فرمایا۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ — یہ نبی غیب بتانے میں بخیل

بِضَنِيْنٍ — نہیں۔

تفسیر معالم و تفسیر خازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں۔ اور وہابیہ دیوبندیوں کا یہ خیال ہے کہ کسی غیب کا علم حضور کو نہیں۔ اپنے خاتمہ کا بھی علم حضور کو نہیں دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ بلکہ حضور کے لئے علم غیب کا ماننا شرک ہے۔ اور شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ہے اور اللہ کے دیئے سے بھی حضور کو غیب کا علم حاصل نہیں ہو سکتا ـــــ برابری تو درکنار

میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کر دی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علمِ الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرے کے کروڑویں حصے کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ اور وہ غیر متناہی۔ متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے" لہ

فتویٰ کفر میں احتیاط

امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ پر آج یہ الزام بھی بڑے شد ومد کے ساتھ عائد کیا جاتا ہے کہ ان کے مزاج میں شدت تھی اس بنیاد پر انہوں نے خواہ مخواہ جس کو چاہا کافر کہہ دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے تحقیق کے بعد جس پر کفر ثابت ہوا اس کو تو کافر کہا اور وہ بھی پہلے علماء حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا اعلیٰ حضرت نے تو بعد میں اس کی تائید فرمائی اور جس کی عبارتوں میں تاویل ہو سکتی تھی اس لئے کفِ لسان فرمایا۔ اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں ایک سوال پر کہ "اس کو کیا سمجھنا چاہیئے۔" آپ نے اپنا موقف ظاہر فرمایا اور مؤلف الملفوظ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اس پر حاشیہ تحریر فرما کر اس کی تردید وضاحت فرمائی۔ آپ بھی ملاحظہ کیجئے۔ فتویٰ کفر میں اعلیٰ حضرت کی احتیاط دیکھئے اور اس قسم کے بے سروپا الزام لگانے والوں کی باتوں کو ہوا میں اڑا دیجئے۔

"میرا مسلک یہ ہے کہ وہ (اسمٰعیل دہلوی) یزید کی طرح ہے۔ اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں" عہ

لہ الملفوظ حصہ اول صفحہ ۔۔ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی شریف ۱۲

عہ یہاں وہابیہ کا سخت دھوکہ ہے کہ جب تنقیص و توہین شانِ رسالت کفر ہے تو اسمٰعیل نے بھی کی ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

البتہ غلام احمد (قادیانی)، سید احمد، خلیل احمد (انبیٹھوی) رشید احمد (گنگوہی)، اشرف علی (تھانوی) کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر ہے۔ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ ؎۱

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) وجہ کیا ہے کہ اشرف علی وغیرہ تو ایسے کافر ہوں اور اسمٰعیل ایسا نہ ہو۔ مگر مسلمان ہوشیار رہیں۔ یہاں مخالفین کا سخت دھوکہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ اسمٰعیل اور حال کے وہابیہ کے اقوال میں فرق ہے۔ ہم اہلسنت متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ جب تک کسی قول میں تاویل کی گنجائش ہوگی تکفیر سے زبان روکی جائے گی۔ کہ ممکن ہے اس نے یہی معنی مراد لیے ہوں۔ شرح فقہ اکبر میں فرمایا۔ ہاں جب قول ایسا ہو کہ اس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو تو تکفیر کی جائے گی۔ تو اس قول کے قائل کو جس میں تاویل کی گنجائش ہے۔ اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کرتے کہ وہ معنی ظاہر کے اعتبار سے ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اور اس کی خود تکفیر نہیں کرتے کہ احتیاط اس میں ہے۔ اور اس دوسری صورت کے قائل کی تکفیر ضرور ہے کہ اس میں جب اصلاً تاویل نہیں تو تکفیر سے زبان روکنے کا حاصل خود کفر اور عنیان ہے۔ ان کے بیہودہ اعتراض اور ذلیل دھوکے کا جواب اتنا کافی ہے کہ ایک قول پر فقہا تکفیر فرماتے ہیں اور متکلمین نہیں کرتے۔ اب ہمیں کیا سمجھتے ہو۔ کیا فقہا کے نزدیک متکلمین اسکی تکفیر نہ کرکے جس کی تکفیر فقہا نے کی ہے معاذ اللہ کافر ٹھہریں گے۔ یا متکلمین فقہا کو کافر کہیں گے۔ اسلئے کہ انہوں نے متکلمین کے نزدیک جو کافر نہ تھا اس کی تکفیر کی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان مخالفین کے اقوال بدتر از ابوال ایسے ہیں جن میں نام کو بھی تاویل کی گنجائش نہیں۔ لہٰذا ان کے لئے یہ حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر۔ جو تفصیل چاہے وہ رسالہ "الموت الاحمر" مطالعہ کرے ۱۲۔ مولف غفرلہ

(مولف الملفوظ حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ)

؎۱ الملفوظ حصہ اول ص ۳۵ و ۱۳۹ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بازار صندل خان بریلی شریف۔ ۱۲

۳

عبادات

وضو کرنے کا طریقہ ــــ نمازوں میں احتیاط ــــ تعدیل
ارکان کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی ــــ ریل گاڑی میں بیٹھ
کر نماز ــــ مسجد میں کھانے پینے کے لئے اعتکاف ــــ
نماز کی قضائے عمری ادا کرنیکا طریقہ ــــ گریۂ کعبہ ــــ
ریا والی نماز اور روزہ ــــ سجود تقرب الی اللہ کا ذریعہ ــــ
صف اول میں نماز پڑھنے کا ثواب ــــ وہابیوں کی نماز نماز نہیں
ــــ نوکر نماز نہ پڑھے تو مالک پر مواخذہ ــــ دفع بلیات
کے لئے نماز کی تاکید ــــ نماز با جماعت کی فضیلت ــــ نماز
کسی حالت میں معاف نہیں ــــ روزہ کی کیفیت ــــ

وضو کرنے کا طریقہ

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا پوری دنیائے اسلام پر کتنا بڑا احسان ہے۔ ہر کس و ناکس اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ ایک ایک بات نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان فرما کر گم کردہ راہِ ہدایت کے لئے منزل تک پہنچنے کا راستہ ہموار کر دیا۔ وضو کس قدر اہم ہے کہ اس کے بغیر نماز ہو ہی نہیں سکتی جو اعظم الفرائض اور اہم العبادات ہے۔ لیکن آج لوگ اس سے بے انتہا غفلت برت رہے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر نہ ان کا وضو صحیح ہوتا ہے اور نہ ہی نماز صحیح طور پر ادا کر پاتے ہیں۔ اس لئے ہر آدمی کو چاہیئے کہ نماز اور دینی امور سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے تاکہ محنت رائیگاں نہ جائے۔

اعلیٰحضرت نے ایک سوال کے جواب میں وضو کا مسنون طریقہ بیان فرمایا۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"وضو کرنے جب بیٹھے بسم اللہ العلی العظیم۔ والحمد للہ علیٰ دین الاسلام پڑھ لے۔ جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے ورنہ جتنے پر پانی گزرے گا اتنا ہی پاک ہوگا۔ پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار پھر الٹے کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار۔ اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں۔ پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی بہہ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سنت موکدہ اور غسل

میں فرض ہے۔ اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے جلدی جلدی تین بار بیچ بیچ کر لیا یا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگا دیا۔ ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت اور عادت ڈالنے سے گناہگار و فاسق ہوتا ہے۔ اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنت موکدہ اور غسل میں فرض ہے۔ داڑھی اگر ہے تو خوب تر کرے کہ ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی نے اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا۔ اور منہ پر پانی لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری لو تک پانی بہائیں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک برابر پڑتی چلی جائے یہ نہ ہو کہ پیچھے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے اس کا لحاظ ضروری ہے۔ کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔ پھر سر کے بالوں کا مسح کرے۔ چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا سنت ہے۔ دونوں ہاتھ کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں اور انہیں کے مقابل ہتھیلی کے حصوں سے پیشانی کی جانب سے گدی تک کھینچتا ہوا لیجائے پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی پشت کا اور پشت دست سے گردن کے

پچھلے حصے کا مسح گلے پر ہاتھ نہ لائے کہ بدعت ہے۔ پھر دونوں
پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے۔ اور ہر عضو پہلے دایاں پھر
بایاں دھوئے"۔[1]

نمازوں میں احتیاط

نماز کی ادائیگی میں ہر ہر رکن کا خیال اور لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کہ اس میں کوتاہی
سے بعض صورت میں نماز ہی نہیں ہوتی۔ اعلیٰحضرت نے اوپر کے سلسلہ گفتگو میں ارشاد فرمایا۔

"نماز میں سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین
پر لگتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ پیٹ لگے۔ ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض
اور سب کا سنت ہے۔ پھر صرف ناک کی نوک پہ سجدہ کرتے ہیں
حالانکہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصہ ہے لگنا چاہیئے۔ عموماً
دیکھا جاتا ہے کہ رکوع سے ذرا سر اٹھایا اور سجدے کی طرف
چلے گئے۔ سجدے سے ایک بالشت سر اٹھایا یا بہت ہوا ذرا
اٹھا لیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہو گیا۔ حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا
اور بیٹھنا چاہیئے۔ اس طرح اگر ساٹھ برس نماز پڑھے گا قبول
نہ ہوگی"۔[2]

تعدیل ارکان کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

بعض نمازیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ نماز میں رکوع و سجود اتنی عجلت کے ساتھ کرتے

---

[1] ملفوظ حصہ دوم صفحہ ۱۳۰-۱۲۱ مطبوعہ بریلی [2] ایضاً صفحہ ۱۳۸-۱۳۳ ایضاً ۱۲

میں کہ ایک بار سبحان اللہ کہنے کے برابر بھی نہیں ٹھہرتے جبکہ اتنا فرض ہے۔ تعدیل ارکان (نماز کے ہر رکن کو کما حقہ ادا کرنا) کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں اعلیٰحضرت کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

"ہاں رکوع و سجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع و سجود میں تعدیل نہ کرے۔ ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے۔ اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے۔

انا نخاف لو مت علی	ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اس حال
ذالک لمت علی غیر	پر مرا۔ تو دین محمد صلے اللہ تعالےٰ
الفطرۃ ای غیر دین	علیہ وسلم پر نہ مرے گا"
محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ـــــــــ ۱

ریل گاڑی میں بیٹھ کر نماز

سفر کی حالت میں اگر لوگ ٹرین پر ہوں اور سمت قبلہ صحیح نہ ہونے یا کسی اور وجہ سے فرض نماز بیچ پر بیٹھ کر پڑھ لی جائے تو نماز ہو گی یا نہیں۔ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

"نہیں۔ کہ قیام فرض ہے اور جب تک عجز نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتا۔ فرض وتر اور صبح کی سنتیں یوں نہ ہو سکیں گی"۔ ۲

مسجد میں کھانے پینے کے لئے اعتکاف

مسجدوں میں کھانا پینا اور سونا معتکف کے علاوہ لوگوں کے لئے شرعاً ناجائز ہے

---

۱ الملفوظ جلد اول صفحہ مطبوعہ بریلی ۲ ایضاً صفحہ ایضاً

اس لیے تاکید آئی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کر لی جائے۔ تاکہ مسجد میں اگر کھانے پینے یا سونے کی ضرورت پیش ہو تو اس کی اجازت مل جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اعتکاف کا ثواب بھی ملے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ صرف کھانے پینے اور سونے کے خیال سے اعتکاف کی نیت کی جائے یا نہیں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اعلیٰحضرت اس سوال کا جواب عطا فرماتے ہیں۔

"اعتکاف صرف ذکر الٰہی کے لیے کیا جائے بالتبع (ضمناً) اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں۔ مثلاً روزے کے بارے میں حدیث ہے۔

صوموا تصحوا — روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔

تو یہ نہیں ہو سکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ اور تندرستی کی منفعت بھی اس سے تبعاً حاصل ہوگی۔ پھر اسی حدیث میں فرمایا۔

حجوا تستغنوا — حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔

تو یہ نہیں کہ حج مال کی نیت سے کیا جائے بلکہ حج اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ اور یہ نفع بھی ضمناً ملے گا۔ تو جس طرح یہ دونوں اللہ ہی کے لیے ہیں اور صحت و غنا ان کے ضمنی منافع۔ اسی طرح اعتکاف وغیرہ میں ہے اگر مسجد میں سونا چاہے اعتکاف کی نیت کرلے کچھ دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر جو چاہے سو کرے کھائے پیئے سوئے۔"[1]

---

[1] الملفوظ حصہ اول ص۱۳۱ مطبوعہ بریلی ۱۲

نماز کی قضائے عمری ادا کرنے کا طریقہ

فرائض ادا کیے بغیر نوافل قابلِ قبول نہیں۔ بہت سے لوگ تو ایسے ہیں کہ بالغ ہونے کے سالوں بعد نماز کی طرف راغب ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ تو عمر بھر اس سے محروم ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ نمازیں پڑھا کریں۔ جو بالغ ہوتے ہی نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے وہ بہت خوش نصیب اور اللہ کا مقرب و مقبول بندہ ہے۔ بہر حال اگر بالغ ہونے کے کچھ دنوں، مہینوں یا سالوں کے بعد نمازیں شروع کیں تو جو نمازیں اس سے پہلے قضا ہو چکی ہیں ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اب سوال یہ کہ ان کا شمار نہیں کیسے ادا کرے۔ اعلیٰ حضرت اس کا طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں۔ نہ معلوم کس وقت موت آجائے۔ کیا مشکل ہے۔ ایک دن کی بیس رکعت ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت ظہر کی چار عصر کی چار مغرب کی تین اور عشار کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر، ان نمازوں کو سوائے طلوع و غروب و زوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔ اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرلے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء کی یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے۔ اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرے کاہلی نہ کرے جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے

پہلے جو مجھ مجھ سے قضا ہوئی ۔ ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلے ہے ۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں تو اس کے لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحان اللہ کہے اگر ایک بار بھی کہہ لے گا تو فرض ادا ہو جائے گا نیز تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار ۔

سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لینا کافی ہے ۔ تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اللھم صل علی سیدنا محمد و اٰلہ وتروں میں بجائے دعائے قنوت رب اغفرلی کہنا کافی ہے ۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کر سکتا ہے اس کے پہلے یا اس کے بعد ناجائز ہے ۔ ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں (اسی سلسلہ میں فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمہ تیس یا چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں ۔ کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ نمازیں ادا کر کے دم لوں گا ۔ اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی سب نمازیں ادا کر دے گا ۔ قال اللہ تعالیٰ

ومن یخرج من بیتہ	جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف
مہاجرا الی اللہ ورسولہ	ہجرت کرتا ہوا نکلے ۔ پھر اسے

ثم یدرکہ الموت — راستے میں موت آجائے تو اس
فقد وقع اجرہ — کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر
علی اللہ — ثابت ہو چکا۔

یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکلا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور کامل ثواب پائے گا۔ وہاں نیت دیکھتے ہیں۔ سارا دارومدار حسن نیت پر ہے۔[1]

گریۂ کعبہ

حج کی فرضیت کے بارے میں اعلیٰحضرت سے سوال کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام پر بھی حج فرض ہوا تھا یا نہیں۔ اعلیٰحضرت کا جواب ملاحظہ کیجئے۔

ان پر فرضیت کا حال خدا جانے۔ انبیاء علیہم السلام حج کرتے رہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا جا رہا تھا۔ جب کعبۂ معظمہ سے گزرا تو کعبہ رویا اور بارگاہِ احدیت میں عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیاء سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اترا نہ نماز پڑھی۔ اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا نہ رو۔ میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے جیسے پرندے اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے شوق میں اور تجھ میں نبی آخر الزماں کو پیدا کروں گا جو مجھے سب

---

[1] ملفوظات حصہ اول مطبوعہ بریلی شریف۔

انبیاء سے زیادہ پیارا ہے۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ ؎۱

ریا والی نماز اور روزہ

نماز روزہ یا دیگر فرائض و عبادات خالصاً لوجہ اللہ ہونی چاہئیں اس میں کسی قسم کا دکھاوا یا ریا نہ ہو۔ اگر ایسا ہے کہ دنیا والوں کو دکھانے کے لئے کوئی عبادت کرتا ہے نماز پڑھتا یا روزے رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

(معاذ اللہ) نفقی نماز روزہ ہو جائے گا کہ مفسد نہ پایا گیا، ثواب نہ ملے گا بلکہ عذاب نار کا مستحق ہوگا۔ روز قیامت اس سے کہا جائے گا۔ او فاجر او غادر او خاسر او کافر تیرا عمل حبط ہوا اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔ ؎۲

سجود تقرب الی اللہ کا ذریعہ

سجدہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ عجز و انکساری پیش کرتا ہے۔ زمین پر پیشانی رکھتے ہی اللہ سے قرب کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت سے سوال کیا گیا کہ بندوں کو قرب الی اللہ کا مرتبہ علاوہ نماز بھی ہوتا ہے؟ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت یوں گویا ہوئے۔

ہاں ہر سجدہ میں رب کے قریب ہوتا ہے۔ سجدے چار

؎۱ الملفوظ حصہ اول صفحہ ۶۸ مطبوعہ بریلی ؎۲ ایضاً صفحہ ۹۵ ایضاً

قسم کے ہیں۔ سجدۂ نماز، سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو، سجدۂ شکر۔[1]

صفِ اول میں نماز پڑھنے کا ثواب

جماعت کے ساتھ مسجد کی پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت سے متعلق سوال کا جواب اعلیٰحضرت نے عنایت فرمایا۔

"حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صفِ اول میں نماز پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اول میں کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ برداری پر فیصلہ ہوتا۔ سب سے پہلے امام پر رحمت نازل ہوتی ہے پھر صف اول میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو پھر اس محاذی کے داہنی جانب پھر بائیں اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پر پھر داہنے پھر بائیں پر۔ یونہی آخر صفوف تک۔"[2]

وہابیوں کی نماز نماز نہیں

آج بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو سنی کہتے اور کہلاتے ہیں اس بات کی تمیز نہیں کرتے اور وہابیوں کے پیچھے جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے نماز پڑھنے سے مطلب کوئی پڑھائے۔ اس بارے میں اعلیٰحضرت کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ "وہابیہ کی جماعت چھوڑ الگ نماز پڑھ سکتا ہے؟" اس کے جواب میں اعلیٰحضرت

---

[1] الملفوظ حصہ اول صفحہ ۱ مطبوعہ بریلی [2] ایضاً صفحہ ۱۱۹–۱۲۰ [3] ایضاً

سے فرمایا:

"نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت"

اس کے بعد ایک اور سوال پر اذان کے بارے میں فرمایا:

"جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی۔ ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے"[1]

نوکر نماز نہ پڑھے تو مالک پر مواخذہ

فی زمانہ یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی کا کوئی نوکر ہو گیا تو اسے نماز تک کی فرصت نہیں دیتے حالانکہ نوکر اگر نماز نہ پڑھے تو مالک کو چاہیے کہ اس کو تاکید کریں کہ وہ نماز پڑھے۔ اگر حتی المقدور وہ ایسا نہیں کرتے تو گنہگار ہوتے ہیں۔ اعلیحضرت سے کسی نے سوال کیا "اگر نوکر نماز نہ پڑھے تو آقا پر مواخذہ ہے یا نہیں؟" تو اعلیحضرت نے فرمایا:

"جتنی تاکید کر سکتا ہے اتنی نہ کرے تو مواخذہ ہے ورنہ نہیں"[2]

دفع بلیات کے لیے نماز کی تاکید

ایک صاحب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنی کچھ پریشانیوں، بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے کا ذکر کر کے دعا اور کسی عمل و وظیفہ کے طالب ہوئے۔ اس پر اعلیحضرت نے فرمایا۔

"مولیٰ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے۔ اپنے گھر میں پابندی نماز کی

---

[1] الملفوظ حصہ اول ص۱۳۲ مطبوعہ بریلی [2] الملفوظ حصہ چہارم ص۱۵ مطبوعہ بریلی شریف"

تاکید شدید رکھے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں اور علاوہ نمازوں کے ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت۔ جن دنوں میں عورتوں کو نماز پڑھنے کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت کی آیۃ الکرسی نہ چھوڑے۔ مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھیں بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں"۔ ؎۱

نماز باجماعت کی فضیلت

جماعت ثانیہ کے بارے میں اعلیٰحضرت سے سوال کیا گیا کہ، اگر جماعت ثانیہ ہو رہی ہو تو اس وقت ظہر کی سنت پڑھنا جائز ہے یا نہیں"؟ یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے متعدد نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائے یا کیا"؟ تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

"جماعت ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لئے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعت اولیٰ ہے جس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں ان کے مکانوں کو جلوا دیتا۔

ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہو گئی جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو ہو گئی تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے"۔ ؎۲

؎۱ الملفوظ حصہ سوم ص ۱۳ مطبوعہ بریلی ؎۲ ایضاً ص ۱۹-۲۰ ایضاً ۱۲

نماز کسی حالت میں معاف نہیں

نماز ایک ایسی عبادت ہے جو عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت پر کسی صورت و حالت میں معاف نہیں۔ ایک سلسلۂ گفتگو میں اعلیحضرت نے فرمایا۔

•نماز جب تک عقل باقی ہے کسی وقت معاف نہیں رمضان شریف کے روزے حالت سفر یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے۔ اسی طرح زکوٰۃ صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر بہر حال فرض ہے۔ یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہو گیا ہے اور نماز کا وقت آگیا تو بھی رخصت نہیں۔ حکم ہے کہ گڑھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اسطرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ ہو یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں دیوار یا عصا یا کسی شخص کے سہارے کھڑا ہو کر نماز ادا کرے اور اگر اتنی دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے۔ اگرچہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔ حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوج جاتے۔ صحابہ کرام عرض کرتے حضور اس قدر کیوں تکلیف گوارہ فرماتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے

افلا اکون عبدًا شکورًا — تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

یہاں تک کہ رب عز و جل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا۔

طٰہٰ ما انزلنا — اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر

عــلیک القــرآن لتشقی — قرآن اسلئے نہ اتارا۔ کہ تم مشقت میں پڑو

غرض نماز مرتے دم تک معاف نہیں ہے لہ

روزہ کی کیفیت

جب ہر مسلمان مرد و عورت عاقل و بالغ پر سال میں ایک ماہ (رمضان المبارک) کا روزہ فرض ہے اور پانچ دن (ایام تشریق اور عید الفطر میں) روزہ رکھنا حرام ہے۔ روزہ کے لئے سحری و افطار ضروری ہے یا نہیں۔ اس کے بغیر روزہ ہوگا یا نہیں "؟ افطار کے متعلق ایک استفسار پر اعلیحضرت نے جواباً فرمایا:

• روزہ کے لئے افطار رکن کیا ضروری بھی نہیں۔ روزہ ہو جائے گا۔ اگرچہ کبھی افطار نہ کرے ثم اتموا الصیام الی اللیل رات آگئی اور روزہ پورا ہو گیا۔ بخلاف نماز کے کہ اس میں خروج بصنعہٖ ایک فعل ضروری ہے۔ نماز ہے فعل اس کے لئے ایک فعل ایسا کرنا ضروری ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ نماز ختم ہو گئی اور روزہ ہے ترک یا کف باختلاف قولین اور کف فعل ہے قلب کا۔ نماز صرف نیت سے بغیر افعال جوارح کے ادا نہیں ہو سکتی۔ اور روزہ میں کوئی فعل نہیں صرف

لہ الملفوظ حصہ دوم صـ ۱۱۲/۱۱۳ مطبوعہ بریلی ۱۲

نیت ہے کسی فعل کی ضرورت نہیں قلب نے جیسے سمجھا تھا کہ میرا روزہ ہے اب سمجھ لے کہ میرا روزہ ختم ہوگیا۔ بس اب افطار کرے یا نہیں روزہ ختم ہوگیا۔ ؎

؎ الملفوظ حصہ دوم ص ۱۴۳ مطبوعہ بریلی شریف ۔

عِلمیات

عالم کی زیارت ــــ کون سا علم فرض ہے ــــ فلسفی ونجومی عالم نہیں ــــ انگریزی پڑھنا ــــ بقلم خود مولوی لکھنا ــــ استاذ کا حق ــــ وہابیوں سے بچوں کو پڑھوانا ــــ حافظ اور عالم کی فضیلت ــــ

عالم کی زیارت عبادت ہے

اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک بار کسی نے سوال کیا حضور کیا یہ صحیح ہے کہ عالم کی زیارت ثواب ہے؟ تو آپ نے جواب دیا:۔

ہاں! صحیح حدیث میں وارد ہوا۔

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ	عالم کی زیارت کرنا عبادت ہے
اَلنَّظْرُ اِلٰی کَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ	کعبۂ معظمہ کی زیارت کرنا عبادت ہے
اَلنَّظْرُ اِلٰی الْمُصْحَفِ عِبَادَۃٌ	قرآن عظیم کی زیارت کرنا عبادت ہے[1]

کون سا علم فرض ہے

حدیث پاک طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ (علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے) کے متعلق ایک بار اعلیحضرت سے سوال کیا گیا کہ اسمیں علم سے مراد کون سا علم ہے۔ عموماً ہر علم مراد ہے یا کوئی خاص؟ اعلیحضرت اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"حدیث طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ کہ بوجہ کثرت طرق وتعدد مخارج حدیث حسن ہے۔ اس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم کی فرضیت — تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو۔ اور فرض عین نہیں مگر ان علوم کا سیکھنا جس کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو۔ ان کا اعم واشمل واعلیٰ واکمل واہم واجل علم اصول

---

[1] الملفوظ کامل ص۲۰۰ مطبوعہ کانپور ۱۲

عقائد ہے ۔ جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنی مذہب ہوتا
ہے ۔ اور انکار و مخالفت سے کافر یا بدعتی والعیاذ باللہ تعالےٰ ۔
سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلم ہے ۔ اور اس کی طرف احتیاج
میں سب یکساں ۔ پھر علم مسائل نماز ۔ یعنی اس کے فرائض و
شرائط و مفسدات ۔ جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے
پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم ۔ مالک نصاب نامی ہو تو مسائل
زکوٰۃ ۔ صاحبِ استطاعت ہو تو مسائل حج ۔ نکاح کیا چاہے تو
اس کے متعلق ضروری مسئلے ۔ تاجر ہو تو مسائل بیع و شراء ۔ مزارع
پر مسائل زراعت ۔ موجر و مستاجر پر مسائل اجارہ ۔ وعلیٰ ہذا القیاس
ہر شخص پر اس کی حالت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے ۔
اور انہیں میں سے ہیں مسائل حلال و حرام ۔ کہ ہر فرد بشر اس کا محتاج
ہے ۔ اور مسائل علمِ قلب ۔ یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع و اخلاص و توکل
وغیرہا اور ان کے طرق تحصیل ۔ اور محرمات باطنیہ تکبر و ریا و عجب و حسد
وغیرہا اور ان کے معالجات ۔ کہ ان کا تعلم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے
ہے ۔ جس طرح بے نماز فاسق و فاجر و مرتکب کبائر ہے ۔ یوں ہی بعینہ
ریا سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے ۔ تو صرف یہی
علوم حدیث میں مراد ہیں ۔ وبس ۔[1]

فلسفی و نجومی عالم نہیں

"عالم" کا لقب ایسا متبرک و مقدس ہے کہ ہر کس و ناکس کو عالم و علامہ نہیں کہا جا سکتا

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۲

اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

"فلسفہ و نجوم یا لغو و فضول جیسے قافیہ و عروض یا کوئی دنیا کا کام۔ جیسے نقشہ و مساحت۔ بہر حال ان فضائل کا مورد نہیں۔ نہ ان کے صاحب کو عالم کہہ سکیں۔ ائمہ دین فرماتے ہیں۔ جو علم کلام میں مشغول رہے اس کا نام دفتر علماء سے محو ہو جائے۔ سبحان اللہ۔ جب متاخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت و اسلام ہیں۔ بوجہ اختلاط فلسفہ و زیادات مزخرفہ مذموم ٹھیرا۔ اور اس کے مشتغل لقب عالم کا مستحق نہ ہوا۔ تو خاص فلسفہ و منطق فلاسفہ و دیگر خرافات کا کیا ذکر ہے۔ ولہذا حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علماء شہر کے لئے وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اس میں داخل نہ ہوگا۔"[1]

انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں

انگریزی تعلیم کے سلسلے میں اعلیٰحضرت اپنے موقف کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے اجر پائے گا۔ اور دنیا کے لئے صرف زبان سیکھنے۔ یا حساب اقلیدس جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں۔ بشرطیکہ ہمہ تن اس میں مصروف ہو کر اپنے دین و علم سے غافل نہ ہو جائے۔ ورنہ جو چیز اپنا دین و علم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے۔ اسی طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں"

---

[1] فتاوی رضویہ جلد نہم

کا پڑھنا بھی روا نہیں۔ ۱؎

بقلم خود مولوی لکھنا

بقلم خود اپنے آپ کو مولوی وغیرہ لکھنا کیسا ہے۔ اعلیٰحضرت کے قلم ایمان رقم کی جلوہ افروزی ملاحظہ کیجیے۔!

"اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا بھی گناہ و مخالفِ حکم قرآن عظیم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

ھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	اللہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس
وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ	نے تمہیں زمین سے اٹھان دی، وجب
فَلَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ	تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں چھپے تھے تو اپنی
بِمَنِ اتَّقٰی ۔	جانوں کو آپ اچھا نہ کہو، خدا خوب جانتا ہے

جو پرہیزگار ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ	کیا تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جو آپ
بَلِ اللہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ۔	اپنی جانوں کو ستھرا بتاتے ہیں، بلکہ خدا

ستھرا کرتا ہے جسے چاہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَالَ اَنَا عَالِمٌ فَھُوَ جَاھِلٌ ۔	جو اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے

ہاں اگر کوئی شخص حقیقت میں عالم دین ہو اور لوگ اس کے فضل سے ناواقف۔ اور یہ اس کی نیت ہے۔ کہ وہ آگاہ ہو کر

۱؎ فتاوی رضویہ جلد دہم ص۔

فیض لیں۔ ہدایت پائیں۔ اپنا عالم ہونا ظاہر کرے تو مضائقہ نہیں۔
جیسے سیدنا یوسف علیٰ نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا تھا
اِنِّی حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ مگر یہ بھی سچے عالموں کے لئے ہے۔" [1]

استاذ کا حق

استاذ کا حق شاگرد پر اور عالم کا حق جاہل پر کس قدر ہے ایک سوال پر اعلیحضرت نے فرمایا:۔

"امام زندویستی نے فرمایا۔ عالم کا حق جاہل پر۔ اور استاذ کا حق شاگرد پر۔ یکساں ہے۔ اور وہ یہ۔ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے۔ اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اسکی غیبت (غائبانہ) میں بھی نہ بیٹھے۔ اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے...... عربی...... آدمی کو چاہیئے کہ اپنے استاذ کے حقوق واجب کا لحاظ رکھے۔ اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے۔ یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے...... عربی...... یعنی استاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمان کے حق سے مقدم رکھے۔ اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو۔ اس کے لئے تواضع کرے۔ اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے۔ اپنے استاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے۔ اگر ایسا کرے گا۔ تو اس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسی کھول دی۔ استاذ کی تعظیم سے ہے کہ وہ

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۹۵، ۹۶ ۱۲

اندر ہو اور یہ حاضر ہوا. تو اس کے دروازے پر ہاتھ نہ مارے۔ بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے قال تعالیٰ:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً۔ اور استاذ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ” [1]

وہابیوں سے بچوں کو پڑھوانا

وہابیوں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا کیسا ہے۔ آئیے اعلیحضرت کی بارگاہ سے جواب طلب کریں۔ وہ جواب دیتے ہوئے نظر آئیں گے:۔

” وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا، حرام حرام حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے آثام وگناہ ، قال اللہ تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا ؕ

اے ایمان والو! اپنے اور اپنے بچوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ ” [2]

---

[1] فتاوی رضویہ جلد دہم ص ۱۲
[2] ۔ ۔ ۔ ص ۱۲

حافظ اور عالم کی فضیلت

آج کل لوگ علوم دینیہ سے اپنی غفلت ولاپرواہی کا ثبوت اسطرح دے رہے ہیں کہ بچے نے ابھی ٹھکانے سے ہوش بھی نہیں سنبھالا کہ اسے خالص انگریزی اسکول میں داخل کرا دیا جاتا ہے جہاں اس کو اسلام بیزاری، نصاریٰ دوستی اور کفر کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور دینی علم ہر مسلمان کو حاصل کرنا فرض ہے جیسا کہ گذر چکا اس کی طرف اب لوگ توجہ ہی نہیں دیتے۔ حالانکہ علم دین حاصل کرنا فرض ہونے کے علاوہ حافظ اور عالم کی کیا فضیلت ہے وہ اعلیٰ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے سماعت فرمایئے۔

آپ سے سوال کیا گیا کہ "حضور حافظ کتنوں کی شفاعت کرے گا۔ سنا گیا ہے کہ اپنے اعزہ سے دس شخصوں کی" آپ نے جواب مرحمت فرمایا۔

"ہاں۔ اور اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو جائے۔ اور شہید پچاس شخصوں کی، حاجی ستر کی اور علماء بے گنتی لوگوں کی شفاعت کریں گے۔ کوئی کہے گا میں نے وضو کے لئے پانی دیا تھا کوئی کہے گا میں نے فلاں کام کر دیا تھا۔ لوگوں کا حساب ہوتا جائے گا۔ اور وہ جنت کو بھیجے جائیں گے علماء کا حساب کب کا ہو چکا ہوگا اور وہ رو کے جائیں گے۔ عرض کریں گے۔ الٰہی لوگ جا رہے ہیں ہم کیوں روکے گئے ہیں فرمایا جائیگا تم آج میرے نزدیک فرشتوں کی مانند ہو شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت سے لوگ بخشے جائیں۔ ہر سنی عالم سے فرمایا جائیگا اپنے شاگردوں کی شفاعت کر اگرچہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں" [1]

---

[1] الملفوظ حصہ اول صفحہ ۴۰ - مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی شریف ۱۲۰

۵

اسلامیات

ذکر ولادت پر اجرت — سودی رہن کا کاغذ لکھنا — ہنود کے میلوں میں تجارت کے لئے جانا — بدمذہبوں کے ساتھ برتاؤ — بدمذہبوں سے شادی بیاہ — میلاد میں ہنود کا تعاون — قبر پر اذان

ذکر و تلاوت پر اجرت

ذکر الٰہی و تلاوت قرآن پاک پر اجرت کے بارے میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

"تلاوت قرآن و ذکر الٰہی پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہے۔ لینے والے و دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔ جب یہ فعل حرام کے مرتکب ہیں تو کس چیز کا ثواب اموات کو بھیجے گا۔ گناہ پر ثواب کی امید۔ اور زیادہ سخت واشد ہے۔ ہاں اگر لوگ چاہیں کہ ایصال ثواب بھی ہو اور طریقۂ جائزۂ شرعیہ بھی حاصل ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی معین کر دیں۔ مثلاً پڑھوانے والا کہے میں نے تجھے آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک کے لیئے اس قدر اجرت پر نوکر رکھا جو کام چاہوں گا لوں گا۔ وہ کہے میں نے قبول کیا۔ اب وہ اتنی دیر کے واسطے اس کا اجیر ہو گیا جو کام چاہے لے سکتا ہے۔ اس کے بعد اس سے کہے۔ فلاں میت کے لیئے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھ دو۔ یہ صورت جوازکی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔"[1]

سودی رہن کا کاغذ لکھنا

ایک شخص اگر دوسرے کے پاس کوئی چیز رہن رکھے تو اس کا کاغذ تحریر کرنا مسلمان

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸ ۱۲

کے لئے جائز ہے یا نہیں ؟ ملاحظہ کیجئے اعلیٰحضرت ارشاد فرماتے ہیں :۔

"نفس تحریر رہن نامہ تو کوئی حرج نہیں خواہ وہ عقد اسلام میں ہو یا کفار میں۔ مگر ہاں اگر اس کاغذ میں سود لکھا جائے۔ اور اسی کی صورتوں سے ہے دیہات کا دخلی رہن یا دوکان یا مکان کا کرایہ مرتہن کو زرِ اصل کے علاوہ ملنا۔ تو بیشک ایسا کاغذ ہرگز نہ لکھے۔ اگرچہ وہ عقد مسلمانوں میں ہو۔ کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح سود کھانے والے پر لعنت فرمائی۔ یونہی اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر لعنت آئی۔ اور ارشاد فرمایا وہ سب برابر ہیں" [1]

ہنود کے میلوں میں تجارت کے لئے جانا

ہنود کے میلوں میں اسبابِ تجارت کے فروخت کے ارادے سے مسلمانوں کو جانا کیسا ہے۔ ذیل کے اقتباس میں ملاحظہ فرمائیں :۔

"اگر وہ میلہ ان کا مذہبی ہے جسمیں جمع ہو کر اعلانِ کلمۂ کفر واولئے رسومِ شرک کریں گے تو بقصد تجارت بھی جانا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ اور ہر مکروہ تحریمی صغیرہ اور ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ معابدِ کفار میں مسلمانوں کو جانا جائز نہیں۔ اور اس کی علت یہی فرماتے ہیں کہ وہ مجمع شیاطین ہیں۔ یہ قطعاً یہاں بھی متحقق۔ بلکہ جب وہ مجمع بغرض عبادت غیر خدا ہے۔ تو حقیقۃً معابدِ کفار میں داخل۔ انہیں افعال کی وجہ سے معبد ہیں بسقف و

---

[1] فتاوی رضویہ جلد دہم ص۱۵ ۱۲

دیوار کی وجہ سے نہیں۔ اور اگر وہ مجمع مذہبی نہیں بلکہ صرف لہو و لعب کا میلا ہے تو محض بغرض تجارت جانا فی نفسہ ناجائز و ممنوع نہیں جبکہ کسی گناہ کی طرف مودی نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں مسلمان تاجر کو جائز کہ کنیز و غلام و آلاتِ حرب مثل اسپ و سلاح و آہن وغیرہ کے سوا اور مال کفار کے ہاتھ بیچنے کے لئے دار الحرب میں لے جائے۔ اگرچہ احتراز افضل۔ تو ہندوستان میں کہ عند التحقیق دار الحرب نہیں مجمع غیر مذہبی کفرہ میں تجارت کے لئے مال لے جانا بدرجۂ اولیٰ جواز رکھتا ہے"۔ ۱؎

بدمذہبوں کے ساتھ برتاؤ

رافضی وغیرہ بدمذہبوں کے ساتھ مسلمانوں کا برتاؤ کیسا ہونا چاہیے اس ضمن میں اعلیحضرت کیا فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:۔

"رافضی وغیرہ بدمذہبوں میں جس کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہو وہ تو مرتد ہے۔ اس کے ساتھ کوئی معاملہ مسلمان بلکہ کافر ذمی کے مانند بھی برتنا جائز نہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے وغیرہا تمام معاملات میں اسے بعینہٖ مثل سوئر کے سمجھیں۔ اور جس کی بدعت اس حد تک نہ ہو اس سے بھی دوستی، محبت تو مطلقاً نہ کریں اور بے ضرورت و مجبوری محض خالی میل جول بھی نہ رکھیں کہ بدمذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت ناگ اور دونوں کو دین سے پوری لاگ جاہل کو ان کی صحبت سے بچانا یوں ضروری ہے کہ اس پر اثر بد کا زیادہ

۱؎ فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۳۰، ۳۹ ۱۲

اندیشہ ہے۔ اور عالم معتقد اپوں بچے کہ جاہل اسے دیکھ کر خود بھی اس بلا میں نہ پڑیں۔ بلکہ عجب نہیں کہ اسے ان سے ملتا دیکھ کر ان کے مذہب کی شناعت ان کی نظروں میں ہلکی ہو جائے"۔ [1]

روافض اور دیگر بد مذہبوں سے شادی بیاہ

روافض اور دیگر بد مذہبوں میں شادی کرنا کیسا ہے۔ آج کل عجب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالا کوئی کچھ کوئی کچھ۔ اس سلسلے میں اعلیحضرت اس کے احکام لوگوں تک اس طرح پہنچاتے ہیں:۔

"(روافض میں شادی) ناجائز ہے۔ ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے اور اللہ و رسول کی محبت جاتی رہی ہے۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ	تجھے اگر شیطان بھلا دے تو یاد آئے
فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی	پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝	

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ	ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے
وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ۔	دور کرو وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں۔

خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے:۔

یَاْتِیْ قَوْمٌ لَهُمْ نَبْزٌ یُقَالُ لَهُمُ الرَّافِضَةُ	ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک بد لقب ہوگا

---

[1] فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ ۹۱

لا یشہدون جمعة ولا جماعة و	انہیں رافضی کہا جائے گا۔ وہ جمعہ
یطعنون علی السلف. فلا تجالسوھم	میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف
ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم	صالحین کو برا کہیں گے۔ تم ان کے پاس
ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا	نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی
تعودوھم واذا ماتوا فلا تشہدوھم	بیاہ کرنا بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا۔ مرجائیں
(الحدیث)	تو جنازہ پر نہ جانا۔

شادی کا نتیجہ عمران بن حطان رقاشی اکابر علماء محدثین سے تھا۔ اس کی ایک چچازاد بہن خارجیہ تھی۔ اس سے نکاح کر لیا۔ علماء کرام نے سن کر طعنہ زنی کی۔ تو کہا میں نے اس لیے نکاح کر لیا ہے کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا۔ ایک سال نہ گذرا تھا کہ خود خارجی ہو گیا۔

ع شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

ممکنہ صورت یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضیہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح بد مذہب ہو دائرۂ اسلام سے خارج نہ ہو۔ آج کل کے روافض تو عموماً ضروریاتِ دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔

ایسے ہی وہابی قادیانی دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں۔ کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد محض باطل، زنا رخالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔ [1]

---

[1] الملفوظ کامل ص۲۱۹ مطبوعہ کانپور ۱۲

میلاد میں ہنود کا تعاون

ذیل میں ملاحظہ فرمایئے کہ اگر ہنود میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں یا خود اہل ہنود انفرادا میلاد شریف کرائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں:-

"ہندو سے مسلمان امر دین میں مدد نہ لے۔ اور اگر وہ خود شرکت چاہیں تو بطور چندہ شریک نہ کیا جائے۔ کہ اس کے مال سے قربت قائم نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر وہ کسی مسلمان کو تملیک کر دے۔ یہ مسلمان چندے میں دے دے۔ مضائقہ نہیں۔ جبکہ اس طور پر لینے میں ہندو کے لئے وجہ استعلا نہ ہو۔ وہ یہ نہ سمجھے کہ مسلمانوں نے مجھ سے استمداد کی۔ میری مدد کے محتاج ہوتے۔ بلکہ احسان ماننے کہ میرا مال قبول کر لیا۔ ہندو اپنے من سے کوئی کار خیر کرے مقبول نہیں" [1]

قبر پر اذان

اس سوال پر کہ قبر پر اذان جائز ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

"قبر پر اذان کہنے میں میت کا دل بہلنا اور اس پر رحمت الٰہی کا اترنا اور سوال و جواب کے وقت شیطان کا دور ہونا۔ اور اس کے سوا اور بہت فائدے ہیں" [2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۲۳۰ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۲۲۴ ۱۲

اسی سوال کے تحت دوسرے موقعہ پر اعلیٰ حضرت نے یوں فرمایا :-

"قبر پر دفن میت کے بعد جو اذان کہی جاتی ہے) دفع شیطان کے لیے ہے۔ حدیث میں ہے کہ اذان جب ہوتی ہے شیطان ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے۔ الفاظ حدیث میں یہ ہے کہ روحا تک بھاگ جاتا ہے۔ اور روحا مدینہ طیبہ سے ۳۶ میل ہے۔ اور وہ وقت ہوتا ہے دخل شیطان کا۔ جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں مَن رَبُّکَ تیرا رب کون ہے۔ یہ لعین دور سے اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہہ دے۔ جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے وسوسہ نہیں ہوتا پھر سوال کرتے ہیں مَا دِینُکَ تیرا دین کیا ہے۔ اس کے بعد سوال کرتے ہیں "ما تقول فی ہٰذا الرجل" ان کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ اب نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں۔ یا روضہ مقدسہ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لئے ہٰذا النبی نہ کہیں گے ہٰذا الرجل کہیں گے" [1]

---

[1] الملفوظ کامل صفحہ ۳ مطبوعہ کانپور ۱۲

۶

احکامات

غیر مشروع داڑھی ـــــ ترک سنت ـــــ اصلاح باطن کا دعویٰ ـــــ ہیجڑے اور عورت کو سر کے بال منڈوانا ـــــ سر کے بالوں کے احکام ـــــ بالغ نو مسلم کے ختنہ کا حکم ـــــ بدھ کے دن ناخن کتروانا ـــــ گراموفون اور قرآن عظیم ـــــ قبر کا اونچا بنانا ـــــ قبر کھودنا ـــــ

غیر مشروع داڑھی کا حکم

غیر مشروع یعنی شرع کی حد مقرر سے کم داڑھی پر اسلام کا کیا حکم ہے۔ اعلیٰحضرت کی تحریر پر تنویر میں ملاحظہ فرمائیں۔

" داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرانا واجب اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے۔ اور اس کا خلاف ممنوع و حرام اور کفار کا شعار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ (الحدیث)	یعنی دس چیزیں سنت قدیم انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہیں انہیں سے مونچھیں کم کرانا اور داڑھی حد شرع تک چھوڑ دینا (رواہ مسلم)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

خالفوا المشرکین اوفوا اللحی واحفوا الشوارب	مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیاں پوری اور مونچھیں کم کرو۔

اور بعض احادیث میں وارد ہے مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوس کی سی شکل نہ بناؤ!" لہ

لہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۲۹ ۱۲

سنت کو چھوڑ کر رسمِ کفار اختیار کرنا

اسی سلسلۂ گفتگو میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں :-

"سنت سنیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ترک اور مشرکین ومجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمانِ کامل کا کام نہیں۔ علاوہ بریں اس میں تغییر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے۔ اسی طرح داڑھی غیر جہاد میں چڑھانا ناجائز وممنوع۔ ایسے شخصوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لوگوں کو خبر دے دو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بیزار ہیں (رواہ الترمذی) پس ظاہر ہوگیا کہ داڑھی کتروانا منڈانا چڑھانے سے سخت تر ہے۔ کہ اس میں فقط تغییر صفت سنت ہے اور ان میں تغییر اعدام اصل۔ مع ہٰذا اگر توبہ نصیب ہو تو یہ سریع الزوال۔ اور ان کا ازالہ نہ ہوگا مگر بعد ایک زمانے کے۔ (یعنی چڑھانے والا اگر توبہ کرے گا تو فوراً داڑھی نیچے گرا لے گا۔ لیکن اگر منڈانے یا کتروانے والا توبہ کرے گا۔ تو حد شرع تک داڑھی آتے وقت تک گنہگار ہی رہے گا)

جب چڑھانے کی نسبت ایسی وعید شدید وارد او حضور اس کے مرتکب سے اپنی بیزاری ظاہر فرمائیں تو کترنے اور منڈانے سے کس قدر ناراض وبیزار ہوں گے اور العیاذ باللہ اس حبیب مرتجیٰ ورسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضی پر دنیا وآخرت میں جو ثمرات بد مرتب ہیں۔ دلِ مومن ان سے خوب واقف ہے" لہ

لہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۲۵و۳۰ ۱۲

اصلاحِ باطن کا دعویٰ غلط

ایک تو مسلمان داڑھی کترواکر اور منڈواکر خلاف سنت کرتے اس پر طرہ یہ کہ اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی بجائے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ داڑھی نہیں ہے تو کیا ہوا؟ باطن کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ ہم باطن کی اصلاح کرتے ہیں۔ اس ضمن میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :۔

اس میں شک نہیں کہ اصلاحِ باطن آرائش ظاہر سے اہم تر ہے۔ مگر اس کے ساتھ افسادِ ظاہر و ارتکاب محرمات و ممنوعات کی کس نے اجازت دی۔ تعمیل حکم شرع و اتباع سنت شارع کہ داڑھی بڑھانے اور نیچی رکھنے میں پائی جاتی ہے۔ آراستگیِ باطن میں کچھ خلل انداز ہے۔ بلکہ وہ اپنے اس دعویٰ ہی میں جھوٹا ہے۔ کہ باطن میرا آراستہ ہے اگرچہ خلافِ شرع ہو۔ کہ اگر فی الواقع باطن اس کا زیورِ صلاح سے مزین اور بحکم خدا و رسول منقاد ہوتا تو اتباعِ سنت چھوڑ کر شعارِ کفر و شرک و بدعت کی پیروی پسند نہ کرتا۔ اور حکم شرع سن کر سر جھکاتا اپنے فعل شنیع پر مُصر نہ ہوتا اور ایسے بیہودہ عذروں کو سپر نہ بناتا۔ استغفر اللہ ایسے اعذار باردہ موجبِ تحلیل محرمات نہیں ہو سکتے نہ ان سے وبال میں کچھ کمی ہو بلکہ موجبِ زیادت نکال ہیں۔ کہ جب ارتکاب ممنوع کے ساتھ ندامت و اعتراف بجرم لاحق ہو تو وہ باعثِ تخفیفِ عذاب اور عزم مع الترک موجب محوِ گناہ ہو جاتی ہے۔ اور جب حکم شرع کے سامنے گردن نہ جھکائیں بلکہ باصرار پیش آئیں اور ایسے جھوٹے بہانوں کا دامن پکڑیں تو شامت اس کی ایک سے ہزار ہو جاتی ہے اور اگر داڑھی چھوڑنے یا نیچی رکھنے کی تحقیر اور ان لوگوں سے کہ ایسا کرتے ہیں استہزا اور

انہیں تشبیہات وتمثیلات قبیحہ سے یاد کرے گا تو قطعاً کافر ہے۔ کہ یہ سنن متواترہ سے ہے۔ اور اس کی سنیت قطعی الثبوت۔ ایسی سنت کی توہین وتحقیر اور ان کے اتباع پر استہزار بالاجماع کفر ہے۔ عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور اس کے بعد جو بچے ہونگے اولاد حرام ہوں گے۔ اہل اسلام کو اس سے معاملہ کفر برتنا لازم۔ بعد مرگ اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں اور مقابر مسلمین میں دفن نہ کریں بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس جنازہ ناپاک کی تذلیل کریں کہ اس نے ایسے عزت والے پیغمبر افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کو ذلیل سمجھا العیاذ باللہ تعالیٰ"۔ [1]

بھنویں اور عورت کو سر کے بال منڈانا حرام

مرد اور عورت دونوں کو اپنی بھنویں اور عورت کو اپنے سر کے بال منڈانا حرام ہے۔ اس سلسلے میں احادیث کی روشنی میں اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

"طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مثل بالشعر فلیس لہٗ	جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے۔
عند اللہ خلاق	اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

والعیاذ باللہ رب العالمین

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۳

یہ حدیث خاص مسئلۂ مثلہ مو میں ہے۔ بالوں کا مثلہ یہی جو کلمات ائمہ سے مذکور ہوا۔ کہ عورت سر کے بال منڈالے یا مرد داڑھی یا مرد خواہ عورت بھنویں۔

اور تسبیح ملائکہ میں اشارہ وارد ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان اللہ ملٰئکۃ تسبیحھم سبحٰن من زین الرجال باللحی والنساء بالقرون والذوائب

بیشک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں جنکی تسبیح یہ ہے۔ پاکی ہے اسے جس نے مردوں کو زینت دی داڑھیوں سے اور عورتوں کو گیسوؤں سے یہ سلہ

سر کے بالوں کے احکام

سر کے بالوں سے متعلق احکام با تفصیل اعلیٰحضرت بیان فرماتے ہیں:۔

تالو کے بال منڈانا جس طرح یہاں بعض لوگوں کی عادت ہے۔ بشرطیکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں۔ جسے پان بنوانا کہتے ہیں۔ جائز ہے مگر اولیٰ نہیں۔ ہاں متفرق جگہوں سے ٹکڑے ٹکڑے منڈوانا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں۔ بیچ سر منڈوا دیا آس پاس کے بال چھوڑ دیئے اور کنپٹیوں پر بال رکھیں آس پاس منڈوا دیئے اور گدی پر ایک قطعہ بالوں کا چھوڑا دہنے بائیں حلق کئے۔ اسے عربی میں قزع کہتے ہیں۔ اور وہ ممنوع ہے۔ بالوں کی نسبت شرع مطہر میں صرف دو طریقے

لہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۱۳۳۔

تے ہیں۔ ایک یہ کہ سارے سر پر رکھیں اور مانگ نکالیں یہ خاص سنت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔ حج و حجامت یعنی پچھنوں کی ضرورت کے سوا حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حلقِ شعر ثابت نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس سال مدینہ میں قیام فرمایا۔ اس مدت میں صرف تین بار یعنی سالِ حدیبیہ و عمرۃ القضا و حجۃ الوداع میں حلق فرمایا۔ دوسرے یہ کہ سارا سر منڈائیں۔ یہ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عادت تھی۔ وہ جناب بخوفِ جنابت کہ مبادا نہانے میں کوئی بال پانی بہنے سے رہ نہ جائے حلق فرمایا کرتے۔ ان کے سوا جتنے طریقے ہیں سب خلافِ سنت اور نئی نئی تراشیں۔ مثلاً ایک ایک انگل کے بال رکھنا جب اس سے بڑھیں کتروا دینا یا آگے سے بڑے پیچھے سے کترے ہوئے۔ یا وسطِ سر تالو سے پیشانی تک کھلوا دینا یا گدی کے بال منڈانا۔ یا پیشانی سے گدی تک سڑک نکالنا یا منڈے سر خواہ بالوں کی حالت میں یعنی چوڑی قلمیں بڑھا کر رخساروں پر جھکانا یا داڑھی میں ملا دینا یہ باتیں مخالفِ سنت و خلافِ وضعِ صلحائے مسلمین ہونے کے علاوہ ان میں اکثر اقوامِ کفار کی ایجاد ہیں۔ جن کی مشابہت سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے۔" [1]

بالغ نومسلم کے ختنہ کا حکم

بالغ ہو جانے کے بعد کوئی شخص اسلام قبول کرے تو قبولِ اسلام کے

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۳۹ ۱۲

بعد اس کے ختنہ کی صورت اور اس کا طریقہ اعلیٰ حضرت بیان فرماتے ہیں:

"اگر ختنہ کی طاقت رکھتا ہو تو ضرور کیا جائے۔ حدیث میں
ہے۔ ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا۔

الق عنك شعر الكفر ثم اختتن   زمانہ کفر کے بال اتار پھر اپنا ختنہ کر۔

ہاں اگر خود کر سکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کرلے۔ یا کوئی عورت
جو اس کام کو کر سکتی ہو ممکن ہو تو اس سے نکاح کرا دیا جائے وہ ختنہ
کر دے۔ اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے۔ یا کوئی کنیز شرعی
واقف ہو تو وہ خرید دی جائے اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہو سکیں تو
حجام ختنہ کر دے کہ ایسی ضرورت کے لئے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں ہے۔[1]

بدھ کے دن ناخن کتروانا

بدھ کے دن اپنے ناخن کاٹنا چاہئے یا نہیں۔ حدیث پاک اور ایک حقیقت
بر روش واقعہ سے اس کے احکام ملاحظہ کریں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

"بدھ کے دن ناخن کتروانا نہ چاہیئے۔ حدیث میں اس
سے نہی آئی کہ معاذ اللہ مورثِ برص ہوتا ہے۔ بعض علماء
رحمہم اللہ تعالیٰ نے بدھ کو ناخن کتروائے کسی نے بربنائے حدیث
منع کیا۔ فرمایا صحیح نہ ہوئی۔ فوراً برص ہو گئے۔ شب کو زیارت جمال

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۰

بے مثال حضور پر نور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے۔ عرض کی کہ حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی۔ ارشاد ہوا۔ تمہیں اتنا کافی تھا کہ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور مبری الاکمہ والابرص محی الموتیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہِ دوجہاں دستگیر بیکساں ہے ان کے بدن پر لگایا اور اسی وقت سے توبہ کی۔ کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کروں گا۔"[1]

گراموفون اور قرآن عظیم

گراموفون پر قرآن عظیم پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں۔ اگر اس پر آیتِ سجدہ سنی تو سجدہ واجب ہوگا یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:۔

"بعض باتوں میں اصل کا حکم ہے بعض میں نہیں۔ گراموفون میں اگر قرآن عظیم ہو اس کا سننا فرض نہیں بلکہ ناجائز اور اگر اس سے آیتِ سجدہ سنی تو سجدہ واجب نہیں۔ حالانکہ یوں استماعِ قرآن فرض اور آیت سجدہ پر سجدہ واجب۔ پھر قرآن عظیم کا سننا تو حد ہے کہ عبادت ہے۔ اور گراموفون سے سننا لہو۔

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۳۰

کہ وہ موضوع ہی اس لئے ہے۔ اگرچہ کوئی نیت لہو نہ کرے مگر اصل وضع کی تبدیل کوئی نہیں کرسکتا۔ پھر جو مصالحہ اس میں بھرا ہوتا ہے۔ اس میں اکثر اسپرٹ کا میل ہوتا ہے اور اسپرٹ شراب ہے اور شراب نجس۔ تو اس میں قرآن عظیم کا بھرنا بھی حرام ہوا۔[1]

قبر کا اونچا بنانا

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا:۔

"(قبر کا اونچا بنانا) خلاف سنت ہے۔ میرے والد ماجد میری والدہ ماجدہ اور میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہونگی۔"[2]

قبر کھولنا جائز نہیں

اعلیٰ حضرت ایک سوال کے جواب میں یوں موتی بکھیرتے نظر آرہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مؤلف ملفوظات حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ حاشیہ میں مزید کیا فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

"ایک قبر پر ڈاٹ لگانے میں حرج نہیں ہاں کھولی نہ جائے میت کو دفن کرکے جب مٹی دے دی گئی تو وہ امانت ہو جاتا ہے اللہ کی۔ اس کا کشف جائز نہیں۔ دو حال سے خالی نہیں

---

[1] الملفوظ کامل ص۲۰۵ مطبوعہ کانپور [2] الملفوظ کامل ص۲۹۵ مطبوعہ کانپور۔

معذب د عذاب والا ہے۔ یا منعم علیہ (اس پر رحمتیں برس رہی ہوں)
اگر معذب ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اسے جس سے اسے رنج پہنچے گا
اور کر کچھ نہیں سکتا۔ اور اگر منعم علیہ ہے تو اس میں ناگواری عظیمہ ہے

آنکھیں بہہ گئیں

علامہ طاش کبریٰ زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث دیکھی کہ علماء دینا کے بدن
کو مٹی نہیں کھاتی: بدن ان کا سلامت رہتا ہے۔ شیطان نے
ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ ہمارے استاد بہت بڑے عالم
ہیں۔ ان کی قبر کھود کر دیکھوں کہ ان کا بدن کس حال پر ہے۔
اس وسوسے نے ان پر ایسا غلبہ کیا کہ ایک شب میں جا کر قبر کھولی

ص۸ فقیر کہتا ہے کہ اگر صورت معاذ اللہ صورت اُولیٰ ہے تو ناگواری اور زیادہ ہونی چاہیئے۔ اور بے وجہ ناحق ایذائے مسلم حرام۔ خصوصاً ایذائے میت۔ نیز حدیث کے ارشاد سے ثابت ہے کہ مردے کو قبر سے تکیہ لگانے سے بھی اذیت ہوتی ہے۔ تو معاذ اللہ محض اپنی خواہش کے لئے۔ نہ ضرورت و حاجت کے لئے اس پر کدال چلانا اور قبر کو کھود ڈالنا کس قدر سخت ایذا کا باعث ہوگا۔ آہ مسلمانوں کے قبرستانوں کی آج جو ردی حالت ہے اس پر جس قدر رویا جائے کم ہے۔ قبر پر لوگ بیٹھ بیٹھ کر حقے پیتے، خرافات کرتے، لغو باتیں بناتے، گالیاں بکتے قہقہے اڑاتے ہیں۔ غیر قوموں ہی کے لوگوں پر بس نہیں خود مسلمان بھی ناشائستہ بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں۔ بچے قبور پر کھیلتے کودتے پھرتے ہیں بلکہ گدھے ان پر لوٹتے لید کرتے ہیں بکریاں بیٹھی مینگنیاں کرتی ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ مسلمانو! خدا کے لئے آنکھیں کھولو۔ ایک دن تمہیں بھی جانا ہے۔ ان مردوں کی خاطر کچھ انتظام نہیں کرتے۔ اپنے ہی لئے کر دو۔ ۱۲

مؤلف غفرلہٗ (مؤلف الملفوظ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ)۔

دیکھا کفن بھی میلا نہ تھا۔ جب دیکھ چکے قبر سے آواز آئی۔ دیکھ چکا۔ اللہ تجھے اندھا کرے۔ اسی وقت دونوں آنکھیں بہہ گئیں۔

دونوں زمین میں چلے گئے

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہوا۔ دفن کر دی گئی اس کے شوہر کو بہت محبت تھی۔ محبت نے مجبور کیا کہ اس کی قبر کھول کر دیکھے۔ کیا حال ہے۔ ایک عالم صاحب سے یہ ارادہ ظاہر کیا انہوں نے منع کیا۔ نہ مانا۔ اور ان کو قبرستان تک ساتھ لے گئے۔ عالم صاحب نے ہر چند منع کیا۔ لیکن اس نے قبر کھولی۔ عالم صاحب قبر کے کنارے بیٹھے رہے وہ نیچے اترا۔ دیکھا کہ اس عورت کے دونوں پاؤں پیچھے سے لے جا کر اس کی چوٹی سے باندھ دیئے گئے ہیں۔ اس نے چاہا کہ کھول دوں۔ ہر چند طاقت کی مگر نہ کھول سکا اللہ کی لگائی ہوئی گرہ کون کھول سکے۔ ان عالم صاحب نے منع فرمایا نہ مانا۔ دوبارہ پھر زور کیا۔ عالم صاحب نے پھر منع فرمایا کہ دیکھو اسی میں خیریت ہے۔ اسے ایسے ہی رہنے دے۔ اس نے کہا ایک بار تو اور زور کر لوں پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ زور کر ہی رہا تھا کہ بالآخر زمین دھنسی اور وہ مرد و عورت دونوں زمین میں چلے گئے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ؎[1]

---

[1] الملفوظ کامل ح ۳۵۵ مطبوعہ کانپور ۱۲

۷

ماکولات و مشروبات

پرشاد کھانا ــــ ہولی دیوالی کی مٹھائی ــــ دیوالی کے کھلونے ــــ تعزیہ پر چڑھائی ہوئی مٹھائی ــــ ضیافتِ احباب ــــ سود خوار کا عشر ــــ شراب کی تجارت ــــ انگریزی دوا کا حکم ــــ شراب کیوں حرام ہے ــــ آبِ زمزم کی خصوصیات ــــ کون سا پانی کھڑا ہو کر پیجئے ــــ کھانا کھاتے وقت بولنا ــــ

پرشاد کھانا

ہنود جو اپنے معبودانِ باطل کو ذبیحہ کے سوا اور قسم طعام و شیرینی وغیرہ چڑھاتے اور اسے بھوگ پرشاد نام رکھتے ہیں۔ اس کا کھانا شرعاً حلال ہے یا نہیں؟ جواب ملاحظہ فرمایئے۔

"حلال ہے۔ مگر مسلمان کو احتراز چاہیئے۔ خصوصاً اگر کفار اس پرشاد کو بطور تصدق بانٹ رہے ہوں جب تو ہرگز ہاتھ نہ پھیلائے۔ مگر بضرورت شدیدہ۔ کہ صدقہ کے طور پر لینے میں معاذ اللہ مسلمان کی ذلت اور گویا کافر کے ہاتھ کا اس کے ہاتھ پر بالا کرنا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور دینے والا ہاتھ اونچا ہے اور مانگنے والا نیچا"[1]

ہولی دیوالی کی مٹھائی

کافر ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں۔؟

اعلیٰ حضرت کیا فرماتے ہیں ملاحظہ فرمایئے!

"اس روز نہ لے۔ ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے یہ نہ سمجھے کہ ان خبثا کے تیوہار کی مٹھائی ہے۔ بلکہ مالِ موذی نصیبِ غازی سمجھے"[2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۷ ۱۲

[2] الملفوظ کامل ص ۹۱ مطبوعہ کانپور ۱۲

دیوالی کے کھلونے کھانا

کافر کے تیوہار دیوالی میں حلال وحرام جانوروں اور مساجد ومقابر کی شبیہ شکر سے بناتے ہیں۔ اور اسے مسلمان بھی بیچتا اور کھاتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا ناجائز ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔!

• جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون	بیشک سب سے زیادہ سخت عذاب روزِ قیامت ان پر ہوگا جو جاندار کی تصویر بناتے ہیں

اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں۔ جو تصویر دار کپڑا بنائے بیچے اس کی گواہی مردود ہے۔ اور حرام جانور کی تصویر میں ایک شنیع و بدنسبت کھانے والے کی طرف ہوگی۔ کہ اہل عرف تصویر کو اصلی ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں مثلاً تصویر کا کتا کسی نے کھایا۔ تو اسے بھی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے کتا کھایا۔ آدمی کو جیسے برے کام سے بچنا ضروری ہے یوں ہی برے نام سے بھی بچنا چاہیئے۔ غیر جاندار کی تصویر بنانی اگرچہ جائز ہے مگر دینی معظم چیز مثل مسجد جامع وغیرہ کی تصویروں میں انہیں توڑنا اور کھانا خلافِ ادب ہوگا اور وہی بری نسبت بھی لازم آئے گی۔ کہ فلاں شخص نے مسجد توڑی۔ مسجد کو کھا لیا۔ اور ان سب باتوں سے خالی ہو تو کفار کے تہوار اور ان کی بیہودہ رسم میں ایک طرح کی شرکت ہے۔ جس سے شرعاً اجتناب کا حکم۔ بلکہ اگر معاذ اللہ یہ چیزیں خریدنا کھانا خاص بہ نیت دیوالی

منانے کے ہو۔ تو حکم نہایت سخت ہے۔ اور نرے کھانے پینے کی نیت سے ہو۔ جب بھی ان ایام میں احتراز چاہیئے۔ ہاں دیوالی سے پہلے یا ختم کے بعد ایسی چیزوں کی تصویر جو نہ جاندار ہوں نہ ان کے توڑنے یا کھانے سے کوئی مکروہ نسبت لازم آئے۔ بنائیں، بیچیں، خریدیں، کھائیں توکچھ حرج نہیں۔[۱]

تعزیہ پر چڑھائی ہوئی مٹھائی

محرم کے تعزیہ پر مسلمان جو مٹھائی وغیرہ چڑھاتے ہیں اس کا کھانا کیسا ہے؟ اعلیحضرت کی زبانِ مبارک سے سماعت فرمایئے!

"تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہو جاتی مگر اس کے کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز شرعی کی وقعت بڑھاتی اور اس کے ترک میں اس سے نفرت دلاتی ہے۔ لہٰذا نہ کھائی جائے۔"[۲]

ضیافتِ احباب

دوستوں کی مہمان نوازی اور خاطر تواضع باعثِ نزولِ رحمت اور دفعِ بلا و مصیبت ہے۔ ذیل کے اقتباس میں اعلیحضرت اس کی وضاحت فرماتے ہیں:

"شیرینی یا کھانا فقراء کو کھلائیں تو صدقہ ہے۔ اور اقارب کو تو صلۂ رحم اور احباب کو تو ضیافت۔ اور یہ تینوں باتیں موجب نزولِ رحمت

---

[۱] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۲۵ [۲] ایضاً ص۱۸۹ ۱۲

ودفعِ بلا و مصیبت ہیں۔ ابوالشیخ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الضیف یاتی برزقہ ویرتحل	مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے
بذنوب القوم یمحص عنھم	والے کا گناہ لے کر جاتا ہے ان کے گناہ
ذنوبھم	مٹادیتا ہے۔

نیز امیرالمؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی۔ کہ وہ فرماتے ہیں :۔

لان اجمع نفرا من اخوانی علی صاع	بیشک یہ بات کہ میں اپنے بھائی سے ایک
او صاعین من طعام احب الی	گروہ کو جمع کر کے دو ایک صاع کھانا
من ان ادخل سوقکم فاشتری	کھلاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ
رقبۃ فاعتقھا۔	تمہارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید
	کر آزاد کر دوں۔[1]

سود خوار کا حشر

مسلمانوں کا آپس میں سود لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ "سود خوار کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا"؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا :

،ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے۔ کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے۔ ان میں سانپ بچھو بھرے ہوں گے۔ اللہ پناہ میں رکھے۔ حدیث

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۲۶

صحیح میں ہے۔

لعن رسول اللّٰہ صلی	رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم
اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم	نے لعنت فرمائی۔ سود کھانے والے
اٰکل الربوا وموکلہ	اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس
وکاتبہ وشاھدیہ	پر گواہیاں کرنے والوں پر اور فرمایا
وقال ھم سواء۔	وہ سب برابر ہیں۔

سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں دوسری حدیث صحیح میں ہے۔

الربوا ثلاثۃ وسبعون	سود تہتر گناہ کے برابر ہے جن میں
حوبا ایسرھن ان یقع	سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں
الرجل علی امہ	سے زنا کرے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے مگر یہ خیال باطل ہے اس میں اللہ عزوجل برکت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

یمحق اللّٰہ الربوا ویربی	اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا
الصدقات	ہے زکوٰۃ کو

جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے۔ حدیث میں ہے جس نے دانستہ ایک درم سود کھایا گویا اس نے ۳۶ بار اپنی ماں سے زنا کیا درم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔[1]

شراب کی تجارت

شراب جو انتہائی نجس چیز ہے غلیظ اور ناپاک ہے آج بہت سے مسلمان کہلانے

---

[1] الملفوظ حصہ دوم ص۱۳۹-۱۴۰ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی شریف ۱۲

والے اس نجس وناپاک چیز کی خرید و فروخت اور اس کا استعمال بلا کسی جھجک کے کر رہے ہیں شراب بیچنے والے کا پیسہ کیسا ہے اس کے ہاتھ کوئی مسلمان کوئی چیز بیچ سکتا ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت کا جواب ملاحظہ کیجیے اور اندازہ لگائیے کہ بیچنے والے کے لئے یہ حکم ہے تو پینے والے کے لئے کتنا سخت حکم ہوگا۔

"اگر شراب بیچنے والا مسلمان ہے اور اس کے پاس سوائے شراب کی آمدنی کے اور کچھ نہیں تو اس سے کوئی چیز بیچنا حرام ہے اور اگر کافر ہے یا اس کے پاس سوائے اس کے اور بھی آمدنی ہے تو جائز ہے۔ کفار کے لئے شراب اور خنزیر لیسے ہیں جیسے ہمارے لئے سرکہ اور بکری۔ کالخل والشاۃ لنا" [1]

انگریزی دوا کا حکم

انگریزی دواؤں کا استعمال اس وقت عام ہے کوئی اس کی احتیاط نہیں کرتا اس کا حکم اعلیٰ حضرت کی زبان سے سماعت فرمائیں۔ ایک سائل نے سوال کیا کہ "انگریزی دوائیاں جائز ہیں یا نہیں؟" آپ نے ارشاد فرمایا۔

"ان کے یہاں کی جس قدر رقیق دوائیں ہیں سب میں عموماً شراب ہوتی ہے۔ سب نجس وحرام ہے" [2]

شراب کیوں حرام ہے

حدیث پاک کے مطابق ہر وہ چیز جو نشہ لائے ہوش وحواس سے بیگانہ کردے

---

[1] الملفوظ حصہ سوم ص۴۲ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی شریف [2] ایضاً ص۴۳ ایضاً

اور عقل و خرد میں فتور ڈال دے حرام ہے۔ لیکن شراب کے لئے نشہ کی شرط نہیں بلکہ اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔ اسی قسم کی گفتگو کے دوران اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

"وہ (شراب) تو بعینہ حرام ہے مثل پیشاب کے نجس ہے اپنی نجاست کے سبب حرام ہے نہ اسکار (نشہ لانے) کے سبب اگر ایک قطرہ کنویں میں پڑ جائے تو سارا کنواں نجس ہو جائیگا۔"[1]

آبِ زمزم کی خصوصیات

آبِ زمزم اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے لئے ایک عظیم عطیہ ہے وہ حجاج کرام بڑے خوش نصیب ہیں جو مکہ معظمہ جا کر دیگر فیوض و برکات کے علاوہ آبِ زمزم سے خوب خوب سیراب ہوئے اور ہوتے ہیں۔ اعلیٰحضرت نے ایک مجلس میں آبِ زمزم کی خصوصیات اور اس کے فوائد بیان کئے جو ان کے تجربے اور مشاہدے میں آچکے تھے۔ اسی سلسلۂ گفتگو میں فرمایا۔

"زمزم شریف کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے۔ کسی وقت کچھ کھاری پن کسی وقت نہایت شیریں اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا خالص دودھ معلوم ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) زمزم شریف جس کے پاس کافی مقدار سے ہو اسے نہ کسی غذا کی ضرورت نہ دوا کی۔ حدیث شریف میں فرمایا زمزم کھانے کی جگہ کھانا ہے اور دوا کی جگہ دوا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ضعف اسلام تھا صحابہ چالیس تک نہ پہنچے تھے۔ اس زمانے میں مکہ معظمہ آئے وہاں نہ کسی سے شناسائی نہ کسی سے ملاقات۔ ایک مہینہ کامل وہی زمزم شریف پیا حالت

---

[1] الملفوظ حصہ سوم صفحہ۱۰، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی شریف ۱۲

یہ ہوتی کہ پیٹ کی بلیٹیں الٹ پڑیں (اس قدر توانائی آگئی) (پھر فرمایا)
یہ جانچ ہے منافق اور مومن کی۔ منافق کبھی پیٹ بھر کر نہیں پی سکتا
اور میں تو بحمد اللہ تعالیٰ اس قدر دودھ نہیں پی سکتا ہوں جس قدر زمزم
شریف پی لیتا تھا۔ ایک بادیہ جس میں دو سیر پانی آتا تھا کبھی نصف اور
کبھی نصف سے زیادہ پی لیتا تھا۔ باقی جو بچا منہ اور سر پر ڈال لیتا۔[1]

کون سا پانی کھڑا ہو کر پیئے

عام طور پر پانی کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے اور صحت کے لئے مضر بھی۔ صرف دو متبرک اور مقدس پانی کے لئے کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت کا ارشاد ہے۔ کہ

"زمزم اور وضو کا پانی شرع میں کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔ اور لوگوں نے دو اور اپنی طرف سے لگائے ہیں ایک سبیل کا اور دوسرا جوٹھا پانی اور دونوں جھوٹے۔ سبیل کا تو یوں لگایا کہ اکثر کیچڑ ہوتی ہے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔"[2]

کھانا کھاتے وقت بولنا

کھانا کھاتے وقت خاموش رہنا چاہیئے۔ یا بولتے رہنا چاہیے۔ اگر باتیں کرنی چاہئیں تو کس طرح کی"؟ ان سوالوں کا جواب اعلیٰ حضرت عطا فرماتے ہیں:
"کھانا کھاتے وقت نہ بولنے کا التزام کر لینا مجوس

---

[1] الملفوظ چہارم صفحہ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی شریف [2] ایضاً صفحہ ایضاً

کی عادت ہے اور یہ مکروہ ہے اور لغو باتیں ہر وقت مکروہ
اور ذکر خیر کرنا یہ جائز ہے "۔[1]

---

[1] ملفوظ حصہ چہارم ص [illegible] مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی شریف۔

۸

ممنوعات

نامحرموں کی طرف دیکھنا ـــــ نامحرم کی نظر سے بچنا ـــــ شریف زادیوں کا آوارہ عورتوں کے سامنے آنا ـــــ صالحہ کو فاحشہ سے بچنا چاہیے ـــــ پردہ کا حکم ـــــ حصولِ بیعت اور علمِ دین کے لیے شوہر کی اجازت درکار نہیں ـــــ غیر محرمہ سے خدمت لینا ـــــ

نامحرموں کی طرف دیکھنا

ایک سوال پر کہ جیسا مرد کے واسطے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے. ویسے ہی عورت کو غیر مرد کی طرف نظر کرنا حرام ہے یا کچھ فرق ہے؟ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :-

. دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے. کچھ فرق نہیں ہے[1]

نامحرم کی نظر سے بچنا

ایک سلسلہ گفتگو میں اعلیٰحضرت نے مندرجہ ذیل حدیث بیان فرمائی :-

"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا. عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے. عرض کی کہ نامحرم شخص اسے نہ دیکھے. حضور نے گلے لگا لیا" [2]

شریف زادیوں کا آوارہ عورتوں کے سامنے آنا

شادی بیاہ میں بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں کو بلا کر ان سے گانے اور گیت اور سمدھیانے لے جا کر فحش گالیاں دلائی جاتی ہیں. اور طرح طرح کے کھیل کھیلے جاتے ہیں. اس بدعت کی مخالفت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت یوں رقمطراز ہیں :-

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۴۳ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۲۰۰

بلکہ شریف زادیوں کا ان آوارہ بد وضعوں کے سامنے

آنا ہی سخت بیہودہ ویجا ہے۔ صحبت بد زہر قاتل ہے۔ اور عورتیں

نازک شیشیاں جن کے ٹوٹنے کو ادنیٰ ٹھیس بہت ہوتی ہے۔" [1]

صالحہ کو فاحشہ سے بچنا چاہیئے

نیک و صالحہ عورت کو فاحشہ عورت کے ساتھ تعلق نہیں رکھنا چاہیئے اس سے بچنا چاہیئے۔ خواہ وہ حقیقی بہن کیوں نہ ہو۔ اسی قسم کے ایک سوال پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

ارشاد الٰہی عزوجل

واما ینسینک الشیطن فلا تقعد	اگر شیطان تمہیں بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں
بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین	کے پاس مت بیٹھ۔

ہر صورت کو عام ہے اور مصلحت بھی عام بلکہ ایسی قرابت قریبہ میں برا اثر پڑنے کا زیادہ احتمال کہ اجنبیہ سے نہ اتنا میل ہوتا ہے نہ اس کی طرف اتنا میل۔ ہاں یہ حکم احتیاطی ہے۔ اگر نادرًا کبھی کچھ دیر کو اسے مل لینے دے تو کبیرہ نہیں۔ مگر احتیاط ضروری ہے۔ جب دیکھے کہ اب کچھ بھی برا اثر پڑتا معلوم ہوتا ہے۔ فورًا انقطاع کلی کرے اور اس کی صحبت کو آگ جانے۔ اور انصاف یہ ہے کہ برا اثر پڑتے معلوم نہیں ہوتا اور جب پڑ جاتا ہے تو پھر احتیاط کی طرف ذہن جانا قدرے دشوار ہے۔ لہٰذا امان و سلامت جدا رہنے ہی میں ہے۔

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۱۲

مولانا قدس سرہٗ العزیز مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

تا توانی دور شو از یارِ بد | یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند | یارِ بد بر جان و بر ایماں زند[1]

پردہ کا حکم پیر و غیر پیر سب کیلئے یکساں ہے

ایک سائل کے سوال پر کہ "اگر کوئی عورت جوان یا بڑھیا کسی عالم شریعت واقف طریقت جامع شرائط سے بیعت کرے اور اپنے پیر سے فیوض لیوے۔ حجاب شرعی تو ہو یعنی کل بدن چھپا ہوا بلا چہرے کے۔ مگر حجاب عرفی نہ ہو تو یہ بیعت کرنا اور اس شخص سے فیض لینا جائز ہے یا نہیں۔" اعلیٰ حضرت نے جواب دیا :۔

"پردہ کے باب میں پیر و غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے۔ اور بڑھیا کے لئے جس سے احتمالِ فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں۔ مگر ایسے خاندان کی نہ ہو جس کا یوں بھی سامنے آنا اس کے اولیا کے لئے باعثِ ننگ و عار یا خود اس کے واسطے وجہ انگشت نمائی ہو۔ خصوصاً جب کہ اس کے سبب جانب اقربا سے احتمال ثورانِ فساد ہو۔"[2]

نیز "مسائلِ سماع" میں اعلیٰ حضرت یوں رقمطراز ہیں :

"بیشک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم دیا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

عہ سرپرست "ضیائی" لہ فتاویٰ رضویہ ص۳ جلد دہم سہ۲ فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۲۲ ضیائی

[1] ترجمہ :۔ جہاں تک ممکن ہو برے دوست سے دور رہو کہ برا دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اس لئے کہ زہریلا سانپ صرف جان لیتا ہے لیکن برا دوست (بری صحبت)، جان کے ساتھ ایمان بھی لے جائیگا۔ ۱۲ ضیائی

بیشک پیر مرید ہ کا محرم نہیں ہوجاتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہوگا۔؟ وہ یقیناً ابوالروح ہوتا ہے اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہوجایا کرتا تو چاہیئے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہوسکتا: [1]

حصول بیعت اور علم دین کیلئے شوہر کی اجازت درکار نہیں

عورت اگر اپنے خاوند کی چوری کسی صالح بزرگ سے علم دین اور بیعت حاصل کرنا چاہے تو شریعت کا کیا حکم ہے۔ اعلیٰ حضرت اس کی وضاحت فرماتے ہیں:-

"عالم عامل عارف کامل کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل کرنے اور اس سے علم دین وراہ سلوک سیکھنے کے لیئے شوہر کی اجازت درکار نہیں۔ نہ اس باب میں اس کی ممانعت کا لحاظ لازم۔ جبکہ اس کے حقوق میں کسی خلل کا اندیشہ نہ ہو۔ ہاں امر غیر واجب عینی کے سیکھنے کو پیر کے گھر بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں ہوسکتی بلکہ واجب کے لیئے بھی جبکہ شوہر کے توسط سے سیکھ سکتی ہو۔ بلکہ اجنبی مردوں کے پاس بے ضرورت شرعیہ باذن شوہر جانے کی اجازت نہیں" [2]

غیر محرم سے خدمت لینا

غیر محرمہ غیر منکوحہ اجنبیہ عورت سے خدمت لینا مثلاً ایک ہی مکان میں رہنا

---

[1] مسائل سماع صفحہ ۳۲ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳

آپس میں باتیں کرنا پاؤں دبوانا وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔ اس سوال کا جواب اعلیٰ حضرت نے اسطرح دیا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"جو عورت حدِ شہوت کو نہ پہنچے یعنی ہنوز نو برس سے کم عمر کی ہے یا حدِ فتنہ سے نکل گئی یعنی ضعیفہ بڑھیا بدصورت کریہہ منظر ہے اس سے جائز خدمت لینی اگرچہ خلوت میں بھی ہو حرام نہیں۔ اور جو عورت اجنبیہ ان دونوں صورتوں سے جدا ہے۔ وہ محلِ اندیشہ وفتنہ ہے اس سے خلوت حرام ہے اور اگر بلاخلوت روٹی پکانے وغیرہ کے کام پر ہے تو مضائقہ نہیں۔ باقی رہا پاؤں دبانا دبوانا اس سے تنہائی میں باتیں کرکے نفس خوش کرنا یہ خود صریح حرام اور شیطانی کام ہے" [1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۳۶

۹

تقریبات

ذکر رسول اجل عبادات ——— مجلس میلاد سے روکنا ——— محفل میلاد کے عدم جواز کی وجوہات ——— قیام میلاد مستحب ہے ——— شہادت نامہ پڑھنا ——— یادِ کربلا اور حزن و غم ——— مناقب شہدا بیان کرنا ——— مرثیہ سننے کا حکم ——— مجلس شہادت میں رقت آنا ——— وہابیہ کے جلسوں کی شرکت ——— ولیمہ سنت ہے ——— حمد و نعت پڑھنا ———

ذکر رسول اجلّ عبادات

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک بہترین عبادت ہے میلاد پڑھنے والے کی مقرر کردہ فیس کا حکم بیان فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت یوں رقمطراز ہیں:

"زید نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اجرت مقرر کر رکھی ہے ناجائز و حرام ہے۔ اس کا لینا اسے ہرگز جائز نہیں۔ اس کا کھانا صراحةً حرام کھانا ہے۔ اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے۔ یاد کر کے سب کو واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو پھیرے۔ پتہ نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدق کرے۔ اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے۔ تو گناہ سے پاک ہو۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک خود عمدہ طاعات و اجلّ عبادات سے ہے۔ اور طاعت و عبادت پر فیس لینی حرام ہے[1]

مجلس میلاد سے روکنا ذکر الٰہی سے روکنا ہے

ایک سوال پر کہ چند اشخاص نے مل کر پانچ شخصوں کو مجلس میلاد شریف سے روکا۔ یعنی آنے نہ دیا۔ ذکر الٰہی سننے سے روکنے والا کون ہے۔ اور ذکر الٰہی خاص ہے یا عام لوگوں کے واسطے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:۔

"ذکر الٰہی سب مسلمانوں کے لئے ہے اور مجلس میلاد مبارک جو مطابق رواج حرمین شریفین معتبر روایتوں سے پڑھی جائے اور

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۹۵ ۱۲

منکرات شرعیہ سے خالی ہو اس سے روکنا ذکر خدا سے روکتا ہے۔ ایسا شخص اگر بے عذر صحیح مقبول قابل قبول روکے تو وہ مَنَّاعٍ لِلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْم ہے۔ یعنی خیر سے روکنے والا خدا کی باندھی ہوئی حدوں سے بڑھنے والا گناہ میں بالقصد پڑنے والا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں بضرورت شرعیہ مستحب سے کسی اور امر اہم کیلئے روکے تو الزام نہیں۔ مثلاً باپ یا ماں علیل ہے بیٹے کے ذمے تیمار داری ہے۔ وہ مجلس شریف سننے جائے تو یہ تکلیف میں رہیں۔ یا اسی قسم کی اور صورتیں۔ تو یہاں روکنے کا اختیار ہے۔ یوں ہی مولیٰ اپنے خادم اور آقا اپنے ملازم کو کام کی غرض سے روک سکتا ہے"۔[1]

مجلس میلاد کے عدم جواز کی وجوہات

مجلس میلاد میں امردوں[عہ] کو بازو بنا کر پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور وہ کون سی حالتیں ہیں جن کے سبب سے مولود کا پڑھنا سننا ناجائز ہو جاتا ہے۔؟ اس سوال کے جواب میں اعلیحضرت تحریر فرماتے ہیں:۔

"امرد کہ اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی سے محل اندیشہ و فتنہ ہو، خوش الحانی میں اسے بازو بنانے سے ممانعت کی جائے گی۔ منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر۔ علما فرماتے ہیں۔ خوبصورت امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔ علما نے اباحت سماع کے شرائط میں بھی شمار فرمایا کہ ان میں کوئی امرد نہ ہو (نیز آگے فرمایا) وہ پڑھنا سننا جو منکرات شرعیہ

---

[1] فتاویٰ رضویہ ص ۲۰۹ [عہ] بغیر داڑھی کے خوبصورت و وضیائی

پر مشتمل ہونا جائز ہے۔ جیسے روایات باطلہ وحکایات موضوعہ واشعار خلافِ شرع خصوصاً جن میں توہین انبیاء وملئکہ علیہم السلام ہو۔ کہ آجکل کے جاہل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے۔ حالانکہ وہ صریح کلمۂ کفر ہے"۔[1]

قیامِ میلاد مستحب ہے

قیام بوقت میلاد سنت ہے یا مباح۔ اور اس کے تارک پر حرف زنی[عہ] درست ہے یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔!

"مستحب ہے۔ یوں ترک کہ چند لوگ بیٹھے ہیں ذکرِ ولادتِ اقدس آیا۔ تعظیم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انکار نہیں مگر اس وقت بیٹھے رہے۔ کہ آخر قیام واجب نہیں۔ ایسے ترک پر طعن نہیں۔ اور اگر یوں ترک ہو کہ مجلس میں اہل اسلام نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کیا۔ یہ بلا عذر جما بیٹھا رہا تو قطعاً محلِ طعن و دلیل مرضِ قلب ہے۔ نظیر اس کی شاہد عین یہ ہے کہ کسی مجمع میں بندگانِ سلطانی تعظیم سلطانی کے لئے سروقد کھڑے ہوں اور ایک نامہذب بے ادب قصداً بیٹھا رہے ہر شخص اسے گستاخ کہے گا۔ اور بادشاہ کے عتاب کا مستحق ہوگا۔ یوں ہی اگر ترکِ قیام بربنائے اصولِ باطلہ وہابیت ہو تو شنیع تر ہے"۔[2]

ایک دوسرے سوال کے جواب میں کہ "ذکر میلاد کے وقت جیسا کہ آج کل قیام

---

[1] فتاوی رضویہ جلد دہم ص۲۴۳ [عہ] طعنہ دینا ۱۲ [2] فتاوی رضویہ جلد دہم ص۱۳۹ ۱۲

کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں ؟ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

"قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام مستحب ومقبول ائمہ کرام وعلماء اعلام و رائج ومعمول حرمین طیبین وجملہ بلاد دار الاسلام ہے۔ شرع مطہر سے اس کے منع پر اصلا دلیل نہیں" [1]

شہادت نامہ پڑھنا

ماہِ محرم الحرام میں شہدار کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یاد میں بہت سی جگہوں پر شہادت نامہ پڑھنے کا رواج ہے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت سے استفسار کیا گیا کہ "مجالس میلاد میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اس کا جواب اعلیٰ حضرت نے عنایت فرمایا :

"شہادت نامے نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں۔ اکثر روایات باطلہ وبے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں۔ ایسے بیان کا پڑھنا اور سننا۔ وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ۔ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام وناجائز ہے خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس سے عوام کے عقائد میں زلل آئے۔ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہٗ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے" [2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۵۳ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۶۲

یادِ کربلا اور حزن و غم

اوپر کے سلسلۂ تحریر سے منسلک ہی یہ مضمون بھی ہے۔

یونہیں جبکہ اس (شہادت نامہ) سے مقصود غم پروری و تصنع حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود۔ شریعتِ مطہرہ نے غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف و زور لانا۔ نہ کہ یہ تصنع وزد بنانا نہ کہ اسے باعثِ قربت و ثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سنی کو احتراز لازم ماشاء اللہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم و ضروری ہوتی۔ دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ کا ماہ ولادت و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علماء امت و حامیانِ سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا۔ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب ہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔ ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہل بیت اطہار صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم ان کے فضائل جلیلہ و مناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل و صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت مبارک بھی آجاتا اور غم پروری و ماتم انگیزی کے انداز سے کامل

احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا۔ مگر ہیہات۔ ان کے اطوار ان کے عادات اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں۔ ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا ان محبوبانِ خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی۔ بے شمار مناقب عظیمہ اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائے۔ انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز و نوحہ نما و معانی حزن انگیز و غم فزا بیان کو وسعتیں دینا انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے۔ غرض عوام کے لئے اسمیں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے۔ [1]

مناقب شہدا بیان کرنا

ایک سوال پر کہ "مجلسِ محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے"۔؟
اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں۔ یوں ہی مرثیے۔ ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا سب گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔

ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمار کرام منع فرماتے ہیں۔ ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک [ع] یا اہل بیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۹۲ [ع] فرشتہ "ضیائی"

میں مذکور نہ ہو نہ وہاں نوحہ یا سینہ کوبی یا گریباں دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہوں تو ذکر شریف فضائل ومناقب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلاشبہ موجب ثواب ونزول رحمت ہے۔[1]

مرثیہ سننے کا حکم

اسی قسم کے ایک سوال پر کہ "محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے سننا چاہیے یا نہیں" اعلیٰ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے حقیقت کے پھول جھڑتے نظر آرہے ہیں:

"مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتابیں جو عربی میں ہیں وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب "آئینۂ قیامت" میں صحیح روایات ہیں۔ انہیں سننا چاہیے۔ باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔"[2]

ذکر شہادت میں رقت آنا

پھر دوسرے سوال پر کہ "ان مجالس میں رقت آنا کیسا ہے" فرمایا:

"رقت آنے میں حرج نہیں۔ باقی رفضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں۔ نیز حق سبحانہ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کا حکم دیا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول

---

[1] فتاوی رضویہ جلد دہم حصہ ۔ [2] ملفوظ کامل ص۱۹۵ مطبوعہ کانپور۔

شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف بھی۔ تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی۔ ؎

وہابیہ کے جلسوں کی شرکت حرام ہے

ذیل میں کسی تذکرہ کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کے بیان فرمائے ہوئے واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے واضح ہو جائے گا کہ بد مذہبوں کے جلسوں کی شرکت کیسی ہے اور ان سے میل جول کیسا؟

فریب کا پردہ فاش

ایک مرتبہ مولانا فضل رسول رحمۃ اللہ علیہ جو میرے (اعلیحضرت کے) پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے (جو مولانا بحر العلوم ملک العلماء کے شاگرد تھے) پڑھتے تھے دہلی میں تھے۔ جلسۂ وہابیہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں حاضرین پر کاک (روٹیاں) اور چھوہارے برسا کرتے تھے۔ چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھار ہوئی۔ ایک کاک اور ایک چھوہارا آپ کو بھی ملا۔ آپ نے چھوہارا توڑا تو اس میں سے کیڑا نکلا اور کاک کا کنارہ جلا ہوا۔ یہ دیکھ کر تبسم کیا اور بآواز بلند کہا۔ صاحبو! آجتک تو سنا کرتے تھے کہ فرشتے بھولتے نہیں۔ یہ کیسا بھول گئے کہ روٹی بھی جلا دی۔ اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا نہیں تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے پڑ گئے۔ اس پہ

؎ الملفوظ کامل ص۱۰۵ و ۱۹۱ مطبوعہ کانپور ۱۲

بہت شور وغل ہوا۔ آپ کو غصہ آیا۔ پردہ کو ہٹا دیا جس کے پیچھے
یہ بارش ہو رہی تھی۔ دیکھا تو اسمٰعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام
عبداللطیف تھا۔ ایک جھولی میں کاک اور ایک میں چھوہارے
لئے بیٹھا ہے۔ پردہ ہٹتے ہی پھر وہ خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد مولانا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنؤ
حضرت مولانا نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اندر سے خبر آئی کہ آنے کی ممانعت ہے۔ آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے
اور رونے لگے۔ اور عرض کی کہ میری کیا خطا ہے۔ معلوم ہو کہ
وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں۔ جب بہت دیر گذر گئی۔ تو مولانا
نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ تمہیں
میں نے اس لئے پڑھایا تھا کہ دہابیوں کے جلسوں میں جاؤ۔ آپ
نے عرض کی کہ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ میری خطا قابل معافی ہے۔
اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسمٰعیل دہلوی کے مکر وفریب کا عرض کیا
اور کہا میں صرف اس کا پردہ فاش کرنے گیا تھا۔ کہ نہ معلوم کتنے
بندگان خدا اس کی اس عیاری سے گمراہ ہو رہے تھے۔ آپ
سن کر خوش ہوئے۔ اور راضی ہو گئے۔

سلام کا جواب نہ دیا

یہی مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک روز راستے میں تشریف
لئے جا رہے تھے۔ سامنے سے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس
کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ اس نے حضرت کو دیکھ کر اتنا ادب کیا
ہاتھی کو بٹھا دیا۔ اور اتر کر قریب حاضر ہوا۔ اور سلام عرض کیا۔ آپ
نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور سلام نہ لیا کہ وہ رافضی تھا

اور ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی۔ سمجھا کہ شاید مجھے دیکھا نہیں۔ دوسری طرف جا کر سلام عرض کیا۔ آپ نے ادھر منہ پھیر لیا اور سلام قبول نہ فرمایا۔ تیسری دفعہ پھر سلام عرض کیا آپ نے جواب نہ دیا۔ اس خبیث کو غصہ آیا اور ہاتھی پہ چڑھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ کہ فرنگی محل کے مردوں کی ڈاڑھی اور عورتوں کا سر نہ منڈوایا تو علی بخش نام نہیں۔

آپ کی کرامت اور بادشاہ کا ادب

آپ جب مکان میں تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض کیا۔ آپ فوراً باہر تشریف لائے۔ آستانے پر اس وقت میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے۔ عرض کیا حضور کہاں کا قصد فرماتے ہیں۔ بچو نوزا کی حماقتہ توبہ (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا سلام کیا تھا جواب دے دیا ہوتا۔ اب کسی کی ڈاڑھی مونڑے ہے کسی کا مونڑ مونڑے ہے نوزا کی حماقتہ توبہ۔ اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ گئے تھے۔ پیچھے پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہو لیے۔ اس دن نوروز کا دن تھا۔ اس کے محل میں جشن ہو رہا تھا۔ شراب و کباب اور گانے بجانے کے سامان موجود تھے۔ جب دربان نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا اور بادشاہ کو خبر دی۔ بادشاہ سن کر گھبرا گیا اور حکم دیا کہ فوراً

ف واضح ہو کہ حضرت مولانا انور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد کے استاذ تھے یعنی اعلیٰ حضرت سے بہت پہلے کے ہیں۔ اس کے باوجود وہابیوں اور رافضیوں وغیرہ سے اس قدر سختی برتتے تھے۔ آج جو لوگ اعلیٰ حضرت پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ ان کی ایجاد ہے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ شروع سے ہی بد مذہبوں سے تو جنگ ہوتی رہی ہے اس سے منسلک بیہودہ واقعہ بھی اس پر دال ہے۔ ضیائی

تمام منہیات شرع اٹھادیئے جائیں۔ اور خود دروازہ تک استقبال کر کے حضرت کو اندر لے آیا۔ اور باعزاز تمام بٹھایا۔ علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا ہے کاٹو تو بدن میں خون نہیں۔ سمجھ رہا ہے کہ اب یہ شکایت فرمائیں گے۔ اور خدا جانے بادشاہ کیا کچھ کرے گا۔ مگر یہ وسیع ظرف اس ہلکے قیاس سے وراء ہیں۔ یہ شکایت فرمانے تشریف نہ لے گئے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھانے۔ کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز رہے بادشاہ نے عرض کی۔ حضرت نے کیسے تکلیف فرمائی۔ ارشاد فرمایا: تیری زمین پر رہتے ہیں ہم نے کہا ہو آئیں۔ بادشاہ نے وہ شیرینی جو نذر کے لئے آئی تھی پیش کی۔ فرمایا ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں۔ چنانچہ ان حضرات کو بھی بلا لیا گیا تھوڑی دیر تشریف رکھ کر واپس تشریف لے آئے۔

یہ دونوں حکایتیں مجھ سے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں جب میں اور وہ ۱۲۰۹ھ میں کچھ کتابیں دیکھنے لکھنؤ گئے تھے۔[1]

ولیمہ سنت ہے

ولیمہ کا کھانا کھلانا شریعت کے کس حکم میں داخل ہے۔ اور اس کا تارک کیسا۔ نیز جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا کہ رواج ہے کھلا دیتا ہو۔ تو ان سب کے لئے کیا حکم ہے؟ اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے:

ولیمہ بعد زفاف سنت ہے۔ اور اس میں صیغہ امر بھی وارد ہے

---

[1] الملفوظ کامل ص۱۳۱ تا ۱۳۲ مطبوعہ کانپور ۱۲

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:

اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ — ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی دنبہ۔ یا اگرچہ ایک دنبہ

دونوں معنی محتمل ہیں اور اول اظہر۔ (تارکان ولیمہ) تارکانِ سنت ہیں۔ مگر یہ سنن مستحبہ سے ہے۔ تارک گنہگار نہ ہوگا۔ اگر اسے حق نہ جانے۔[1]

حمد و نعت پڑھنا

گانے بجانے سماع وغیرہ کا ذکر فرماتے ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے حمد و نعت کا حکم بھی ظاہر فرمایا۔ اور دونوں کا فرق جو ظاہر ہے اس کی طرف نشاندہی فرمائی۔ فرماتے ہیں

"اگر حمد و نعت و منقبت و وعظ و پند و ذکرِ آخرت بوڑھے یا جوان مرد خوش الحانی سے پڑھیں اور بہ نیت نیک سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں پڑھنا کہتے ہیں۔ تو اس کے منع پر تو شرع سے اصلاً دلیل نہیں۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابۂ کرام کا استماع فرمانا خود حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح اور عرب کی رسم حدی زمانہ صحابہ وتابعین بلکہ عہد اقدس رسالت میں رائج رہنا خوش الحانیِ رجال کے جواز پر دلیل لائح انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حدی پر حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ نے انکار نہ فرمایا۔ بلکہ بلحاظ عورات۔ رویدک یا انجشہ لا تکسر القواریر۔ ارشاد ہوا۔ کہ ان کی آواز دلکش و دل نواز تھی۔[2]

---

[1] الملفوظ کامل ص۲۳ مطبوعہ کانپور۔ [2] مسئلہ ضیائی

عورتیں نرم و نازک شیشیاں ہیں۔ جنہیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے" ۔ [1]

---

[1] فتاوی رضویہ جلد دہم ص۳۵ ۱۲

۱۰

رسومات

غازی میاں کا بیاہ ـــــ کسی کے نام کی چوٹی رکھنا ـــــ طاق بھرنا ـــــ آتشبازی ممنوع ہے ـــــ پھولوں کا سہرا جائز ہے ـــــ نوشہ کو خوشبو لگانا ـــــ محرم و صفر میں نکاح ـــــ چیونٹیوں کے لئے مٹھائی لے جانا ـــــ

غازی میاں کا بیاہ

تقریباً ملک کے ہر گوشے میں، غازی میاں کے بیاہ، کی رسم منائی جاتی ہے۔ اس کو اعلیٰحضرت کی نظر سے دیکھئے۔ فرماتے ہیں:

"غازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں۔ محض جاہلانہ رسم ہے۔ نہ ان کے نشان کی کوئی اصل ہے[1]"

کسی کے نام کی چوٹی رکھنا

بہت سی جگہوں پر یہ جاہلانہ رسم پروان چڑھتی نظر آرہی ہے۔ کہ لڑکوں کے سر پر کسی بزرگ کے نام پر چوٹی رکھ چھوڑتے ہیں۔ اس گندی رسم کے خلاف اعلیٰحضرت کا قلم حرکت میں آتا ہے اور یوں رقم کرتا ہے۔

"لڑکوں کے سر پر چوٹی رکھنا ناجائز اور فعل مذکور رسوم ملوثہ کفار سے تشبہ ہے جس سے احتراز لازم ہے[2]"

طاق بھرنا

شادی بیاہ کے موقعوں پر عورتیں مسجد میں جاکر اور بنام نہاد طاق شہید طاق پر ریوڑی گٹا پھول ہار چڑھاتی ہیں۔ ایسا کرنا کہاں تک مطابق شرع ہے۔ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے جواب طلب کیجیے۔ وہ فرماتے ہیں:

"یہ سب رسوم جہالت و حماقت و ممنوعات بیہودہ ہیں۔ مگر

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۰۹ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۵۴ ۱۲

بت پرستی اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ جہال پرستش بمعنی حقیقی نہیں کرتے کہ کافر ہو جائیں۔ ہاں گنہگار و مبتدع ہیں۔[1]

آتشبازی ممنوع ہے

آتشبازی بنانا چھوڑنا شادی بیاہ کے موقع پر یا شب برات میں کیسا ہے۔؟ اس کا حکم ملاحظہ فرمایئے!

"ممنوع و گناہ ہے۔ مگر جو صورت خاصہ لہو و لعب و تبذیر و اسراف سے خالی ہو۔ جیسے اعلانِ ہلال یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی دفعِ جانوران موذی کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اڑانے کو ناڑیاں پٹاخے تو مڑیاں چھوڑنا (اس میں حرج نہیں)۔"[2]

اسی طرح دوسری جگہ ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت یوں رقمطراز ہیں:-

"آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب برات میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضییع مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا۔"[3]

پھولوں کا سہرا جائز ہے

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ایک سائل نے سوال کیا کہ۔ نوشہ کا نکاح کے وقت سہرا

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۴۳ [2] ایضاً ص ۱۶۴ [3] ایضاً ص ۱۶۵

باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ اس پر جواب عنایت فرمایا:

"خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے۔ اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں"[1]

نوشہ کو خوشبو لگانا جائز ہے

ایک موقع پر اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا۔ کہ۔ وقت نکاح زید کو خوشبو لگانا پھولوں گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا ممنوع؟ اعلیحضرت نے خوشبو کی وضاحت فرماتے ہوئے اس کے کلام سے ہمیں مطلع فرمایا:

"خوشبو لگانا سنت ہے۔ اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسند بارگاہِ رسالت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حبب الی من دنیاکم النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ۔	تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی نکاح اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من عرض علیہ ریحان فلا یرد فانہ خفیف المحمل طیب الریح۔	جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی وغیرہ پیش کی جائے۔ تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی ہے۔

بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں۔ کوئی بھاری احسان

---

[1] الملفوظ کامل ص۳۰ مطبوعہ کانپور

نہیں ۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

اربع من سنن المرسلین الختان والتعطر والنکاح والسواك	چار باتیں انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کی سنتوں سے ہیں ۔ ختنہ کرانا اور خوشبو لگانا اور نکاح اور سواک ۔

صحیح بخاری شریف میں ہے ۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لایرد الطیب	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے ۔

ہار ۔ کہ گلے میں پہنیں ۔ ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ انہیں ایک ڈورے میں پرو لیا ہے ۔ اور گلے میں ڈالنا وہی خوشبو سے خود فائدہ لینا اور اپنے جلیس آدمیوں اور فرشتوں کو فرحت پہنچانا ہے ۔ کہ کسی برتن میں رکھیں تو اس کا ساتھ لئے پھرنا وقت سے خالی نہیں ۔ اور ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں ۔ تو اس قدر سے ممانعت و حرمت و ناجوازی کس طرف سے آگئی ۔ جو اسے ناجائز کہتا ہے شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے ۔ اگر سچا ہے تو بتائے کہ اللہ و رسول نے اسے کہاں منع فرمایا ہے ۔ اور جب اللہ و رسول نے منع نہ فرمایا تو دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون ہے[1]

محرم و صفر میں نکاح

اس زمانے میں بہت سے لوگوں نے خواہ مخواہ اس خیال کو اپنے ذہن کے

عہ جواب کا تیور سوال کے مطابق ہے ۱۲ منہ آ گ [1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۲۲۵، ۲۲۶ ۱۲

گوشے میں جگہ دے دی ہے کہ محرم یا صفر میں نکاح یا کوئی اور تقریب نہیں کرنی چاہیے۔ اور اکثر لوگ اسی پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اعلیحضرت نے اس غلط خیال کو مٹانے کی کوشش کی ہے ملاحظہ کیجئے!

ایک سائل نے آپ کی بارگاہ میں آکر سوال کیا کہ: محرم و صفر میں نکاح کرنا منع ہے؟ آپ نے جواب عنایت فرمایا۔

"نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے" [۱]

چیونٹیوں کے لئے قبرستان میں مٹھائی لیجانا

اس قسم کے ایک سوال پر کہ: مردے کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لئے لے جانا کیسا ہے۔؟ اعلیحضرت نے فرمایا۔

"ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علماء کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے۔ اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ یہ محض جہالت ہے۔ اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں۔ قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں" [۲]

---

[۱] الملفوظ کامل صـ۳۶ مطبوعہ کانپور [۲] الملفوظ کامل صـ۳۳۲و۳۳۳

11

بدعات و منکرات

تعزیہ کی اصل اور اس کا حکم ــــــ بزرگانِ دین کی تصاویر
ــــ مرد کو چوٹی رکھنا ــــــ قوالی اور صاحبِ مزار ــــ

تعزیہ کی اصل اور اس کا حکم

حضور پر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ
: تعزیہ داری کا کیا حکم ہے۔ اس پر آپ نے اس کی اصل بتاتے ہوئے یوں وضاحت فرمائی:

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پر نور حضور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا۔ کہ تصویر مکانات وغیرہا غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں۔ ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز۔ صدہا سال سے طبقہ فطبقہ ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں۔ جسے اشتباہ ہو علامہ تلمسانی کی فتح المعالی وغیرہ مطالعہ کرے۔ مگر جہالِ بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں۔ اول تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی۔ ہر جگہ نئی نئی تراش نئی نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق۔ پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت اشاعت غم کے لیے ان کا گشت اور ان کے آگے سینہ زنی اور ماتم سازی کی شور افگنی۔ کوئی

ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے۔ کوئی مشغولِ طواف۔ کوئی سجدہ میں گرا ہے۔ کوئی ان مایۂ بدعات کو معاذ اللہ۔ جلوہ گاہ حضرت امام عالی مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس بابر بنتا ہے مرادیں مانگتا اور منتیں مانتا ہے۔ حاجت روا جانتا ہے۔ پھر باقی تماشے۔ باجے تاشے۔ مردوں عورتوں کا راتوں کو میل۔ اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل۔ ان پر طرہ ہیں۔

غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبالِ ابتداع کا وہ جوش ہوا۔ کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریا و تفاخر علانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں۔ بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔ روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزقِ الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے دیتے ہیں گر گر غائب ہوتے ہیں مال کی اضاعت ہو رہی ہے۔ مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے۔ تاشے باجے بجتے چلے۔ طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم۔ بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم۔ جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ۔ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں۔ کچھ نوچ اتار۔ باقی توڑ تاڑ دفن کر دیے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے۔ اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین

اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے۔ قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ ہاں اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات شہداء کرام علیہم الرضوان التام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اختصار کرتے تو کس قدر خوب و محبوب تھا۔ اور اگر نظر شوق و محبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعتِ غم و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کنی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضۂ عالیہ کے نقشے آتے ہیں۔ یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پر نور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ[1] ہ۔[2]

بزرگان دین کی تصاویر

بہت سے مسلمان اپنی عقیدت و محبت کی بنیاد پر اولیاء کرام بزرگانِ دین کی تصاویر بغرض شوق اپنے گھروں میں رکھتے اور سجاتے ہیں۔ اس قسم کے ایک سوال پر کہ بزرگان

---

[1] ہدایت کی اتباع کرنے والے پر سلامتی ہو۔ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۳۵، ۳۶ ۱۲

دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل و حضرت مریم کی تصاویر بھی تھیں کہ یہ متبرک ناجائز فعل تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے انہیں دھو دیا۔ [1]

مرد کو چوٹی رکھنا

موجودہ دور میں مرد اور عورتوں میں ہر ایک دوسرے سے مشابہت میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ شکل و صورت اور لباس وغیرہ میں یہاں تک کہ مرد اپنے سر کے بال عورتوں کی طرح بڑھانے لگے ہیں اور عورتیں مردوں کی طرح چھوٹے کرانے لگی ہیں۔ مردوں کو چوٹی رکھنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت سے سوال کئے جانے پر مندرجہ ذیل جواب ملا۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"مردوں کو چوٹی رکھنا حرام ہے۔ حدیث میں ہے

لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء و المتشبھات من النساء بالرجال	اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں" [2]

قوالی اور صاحب مزار

بزرگوں کے مزارات پر بنام عرس گانے بجانے کا رواج عام ہو گیا ہے اور

[1] الملفوظ کامل ص ۱۹۱ مطبوعہ کانپور۔ [2] الملفوظ حصہ دوم ص ۱۱۴ مطبوعہ بریلی شریف

اس کا الزام چشتی بزرگان کرام پر عائد کرتے ہیں۔ کہ وہ سنتے تھے اس لئے ہم بھی سنتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک حیرتناک اور عبرت انگیز انکشاف ملاحظہ فرمایئے۔
اعلیحضرت سے ایک سوال کیا گیا کہ "کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہو کر گانے والوں پر لعنت فرما رہے تھے اعلیحضرت نے فرمایا:

"یہ واقعہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی آجکل تو لوگوں نے بہت اختراع کر لیے ہیں ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرما تھے ایک صاحب صالحین سے آپکے پاس آئے اور گزارش کی کہ مجلس میں تشریف لے چلیے، حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تم جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں: "ایں بدبختاں وقت ما را پریشان کردہ اند" وہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا" لہ

عہ ترجمہ: ان بدبختوں نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے"

لہ الملفوظ حصہ اول ص ۱۱۲ مطبوعہ بریلی شریف"

۱۲

لغویات

کھیل مکروہ ہے ـــــ مزامیر کرانا یا سننا ـــــ
شادی میں تماشے ـــــ باجے گانے گیت منلظات ـــــ
ـــــ دف بجانا سہرے سہاگ پڑھنا ـــــ ڈھول سارنگی
کے ساتھ قوالی ـــــ گیند کھیلنا ـــــ فحش گالیاں ـــــ
ـــــ سونا چاندی خدا کے دشمن ـــــ بندر ریچھ کا تماشہ
یا مرغوں کی پالی دیکھنا ـــــ کبوتر، مرغ و بٹیر بازی ـــــ

کھیل مکروہ ہے

ہمارے معاشرے میں آج کے اس ترقی یافتہ دور میں کھیل کو بہت زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ دولت کے علاوہ وقت کی فضول خرچی کر کے لوگ شیطان کے بھائی بن رہے ہیں۔ یہاں اس سوال پر کہ گنجفہ چوسر شطرنج کھیلنا کیسا ہے گناہ صغیرہ یا کبیرہ یا عبث۔ اور فعل عبث کا کیا حکم ہے؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

"یہ سب کھیل ممنوع و ناجائز ہیں اور ان میں چوسر اور گنجفہ بدتر ہیں۔ گنجفہ میں تصاویر ہیں اور انہیں عظمت کے ساتھ رکھتے اور وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ امر اس کے سخت گناہ کا موجب ہے۔ اور چوسر کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چوسر کھیلی اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت و خون میں رنگا۔ چوسر بالاجماع حرام و موجب فسق و رد شہادت ہے۔ یہی حال گنجفہ کا سمجھنا چاہیے۔ شطرنج کو اگرچہ بعض علماء نے بعض روایات میں چند شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے۔

(۱) بدکر نہ ہو (۲) نادرًا کبھی کبھی ہو عادت نہ ڈالیں (۳) اس کے سبب نماز یا جماعت خواہ کسی واجب شرعی میں خلل نہ آئے (۴) اس پر قسمیں نہ کھایا کریں (۵) فحش نہ بکیں۔ مگر تحقیق یہ کہ مطلقاً منع ہے اور حق یہ ہے کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا خصوصًا شرط دوم وسوم۔ کہ جب اس کا چسکا پڑ جاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں۔ اور لااقل وقت نماز میں تنگی یا جماعت میں بیشک ہوتی ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد۔ اور بالفرض ہزار میں ایک آدھ آدمی ایسا نکلے کہ ان

شرائط کا پورا لحاظ رکھے۔ تو نادر پر حکم نہیں ہوتا۔ ہاں اتنا ہے کہ اگر بدکر نہ ہو تو ایک آدھ بار کھیل لینا گناہ صغیرہ ہے۔ اور بد کر ہو یا عادت کی جائے یا اس کے سبب نماز کھوئیں یا جماعتیں فوت کریں تو آپ ہی گناہ کبیرہ ہو جائے گی۔ اسی طرح ہر کھیل اور عبث فعل جس میں نہ کوئی غرض دین نہ کوئی منفعت جائزہ دنیوی ہو سب مکروہ و بیجا ہیں۔ کوئی کم کوئی زیادہ "[1]

مزامیر کرانا یا سننا

ایک سوال پر کہ راگ یا مزامیر کرانا یا سننا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ۔ اس فعل کا مرتکب فاسق ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت اپنے قلم کا جوہر دکھاتے ہیں۔

"مزامیر یعنی آلات لہو و لعب بر وجہ لہو و لعب بلا شبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق مقتدا کے کلمات عالیہ میں مصرح۔ ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں۔ کہ بعد اصرار کبیرہ ہے۔ اور حضرات علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلۂ عالیۂ چشت رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بہم کی طرف اس کی نسبت محض باطل و افترا ہے۔

حضرت سید نا فخر الدین زرادی قدس سرہٗ کہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدین محمد احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجلّہ خلفا سے ہیں، جنہوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور ممدوح میں بلکہ خود بحکم حضور والا مسئلۂ سماع

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد ہم صفحہ ۲۲۲

میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تالیف فرمایا۔ اسی رسالے میں فرماتے ہیں: "بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبۂ حال و شوق میں سماع مع مزامیر سنا۔ اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سننا اس تہمت سے بری ہے۔ وہ تو صرف قوال کی آواز ہے۔ ان اشعار کے ساتھ جو کمال صفت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں۔ انتہیٰ۔ بلکہ خود حضور ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ملفوظات شریف "فوائد الفواد" وغیرہا میں جا بجا حرمت مزامیر کی تصریح فرمائی بلکہ حضور والا صرف تالی کو بھی منع فرماتے ہیں۔ کہ مشابہ لہو ہے۔" [1]

شادی میں تماشے

شادی بیاہ و دیگر خوشی کے موقعوں پر عام طور سے جو لغویات ہوتے ہیں۔ بندوق گانا بجانا اور لکڑی کھیلنا وغیرہ ان سب سامان کے ساتھ نوشاہ کو پالکی میں سوار کر کے تماشہ کرتے ہوئے دولہن کے مکان پر جاتے ہیں۔ یہ سب امور مذکورہ حسب شرع شریف کے جائز ہو گا یا نہیں۔ ایک استفسار کا جواب ملاحظہ کیجیے۔ اور اعلیٰ حضرت کے ذکر و فن کی داد دیجیے۔

"نوشہ کو پالکی میں سوار کرنا مباح و جائز ہے۔ اور لکڑی پھینکنا بندوقیں چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں۔ جبکہ اپنی یا دوسرے کی مضرت کا اندیشہ نہ ہو اور ان سے مقصود کوئی غرض محمود جیسے فن سپہ گری کی مہارت ہو نہ مجرد لہو و لعب۔ اگر صرف کھیل کود مقصود ہو تو مکروہ ہے۔" [2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۵۴ [2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۶۰ ۱۲

باجے گانے، گیت مغلظات

شادی بیاہ میں عام طور پر گانے باجے اور گیت گائے جاتے ہیں۔ اس بدعت سے متعلق اعلیٰ حضرت کا کیا خیال ہے ملاحظہ فرمائیں:

"یہ گانے باجے کہ ان بلاد[عہ] میں معمول ورائج ہیں۔ بلاشبہ ممنوع وناجائز ہیں۔ خصوصاً وہ ملعون وناپاک رسم کہ بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہبود سے سیکھی۔ یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین وحاضرات کو لچھے دار سنانا، سمدھیانہ کی عفیف پاک دامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصاً اس ملعون بے حیا رسم کا مجمع زناں میں ہونا ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا قہقہے اڑانا اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظ بے حیا بے غیرت خبیث بے حمیت دیوثوں کا مشہدین کو جائز رکھنا۔ کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا۔ مگر بندوبست قطعی نہ کرنا یہ شنیع گندی مردود رسم ہے۔ جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں۔ اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر مرتکب کبائر مستحق غضب جبار وعذاب نار ہیں۔

والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔ آمین"[۱]

عہ شہروں۔ [۱] فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص۸۲

دف بجانا سہرے سہاگ پڑھنا

لغویات مذکورہ کے علاوہ شادی بیاہ کی خوشی منانے کے تمام طریقوں میں جو طریقہ مشروط طور پر جائز ہے اس کی تفصیل اعلیٰ حضرت نے یوں بیان فرمائی۔

ہاں شرع مطہر نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے۔ جبکہ مقصود شرع سے تجاوز کر کے لہو مکروہ و تحصیل لذت شیطانی کی حدود تک نہ پہنچے۔ ولہٰذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے۔ تال سم کی رعایت نہ ہو نہ اس میں جانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب و ناجائز ہیں۔ پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے۔ شرف والی بیبیوں کے مناسب ہے بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں باندیاں اس کو بجائیں۔ اور اگر اس کے ساتھ کچھ سیدھے سادے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش ہو نہ کوئی بے حیائی کا ذکر نہ فسق و فجور کی باتیں۔ نہ مجمع زناں یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے۔ نہ نامحرم مردوں کو عورات کی آواز پہنچے۔ غرض ہر طرح منکرات شرعیہ و مظان فتنہ سے پاک ہوں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔ جیسے انصار کرام کی شادیوں میں سمدھیانے جا کر یہ شعر پڑھا جاتا تھا۔

اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ
فَحَیَّانَا وَحَیَّاکُمْ

ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے۔ اللہ ہمیں بھی زندہ رکھے تمہیں بھی جلائے۔

پس اس قسم کے پاک و صاف مضمون ہوں۔ اصل حکم یہ تو اس قدر کی رخصت ہے مگر حال زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہال حال خصوصاً نانِ زماں سے کسی طرح امید نہیں کہ انہیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے گی اس کے پابند رہیں۔ اور حد مکروہ و ممنوع تک تجاوز نہ کریں۔ لہٰذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کیا جائے۔ نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گے نہ آگے پاؤں پھیلائیں گے۔[1]

ڈھول سارنگی کے ساتھ قوالی

فی زمانہ بزرگان دین کے مزارات پر عرس کے نام پر جو خرافات ہوتے ہیں۔ ان میں ڈھول سارنگی کے ساتھ قوالی بھی ہے۔ اسی قسم کے سوال پر کہ عرس میں ڈھول سارنگی کے ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، غوث اعظم و دیگر اولیاء اللہ کی شان میں نعت و منقبت کے اشعار پڑھنا۔ جسے عرف عام میں قوالی کہتے ہیں۔ کیا حکم رکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جو جواب دیا اس کو غور سے دیکھنا چاہیے۔ اور اعلیٰ حضرت پر اس قسم کے خرافات کی تعلیم دینے کا الزام لگانے والے کو اپنا سر اور منہ پیٹنا چاہیے۔ ملاحظہ کیجیے۔!

"ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔ اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پہنچے

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۵۵ ۱۲

سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔[1]

گیند کھیلنا

"گیند کھیلنا کیسا ہے؟" اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا:—

"عبث ہے۔ اگرچہ صاحب ہدایہ نے ہر عبث کو حرام لکھا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ عبث باطل ہے۔ حدیث میں ہے۔

کل لھو المؤمن باطل الا فی ثلاث — مسلمان کا ہر لہو باطل ہے مگر تین باتوں میں اول گھوڑا پھرانا دوسرے تیر اندازی اور تیسرے اپنی عورت سے ملاعبت۔

یہ (گیند کھیلنا) ان تینوں میں داخل نہیں اس لئے باطل ہے۔"[2]

فحش گالیاں موجب حد قذف ہیں

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں کسی نے سوال کیا، "کسی کو زانی کہہ کر پکارنا کیسا ہے؟"

اس پر قدرے تفصیل بیان کرتے ہوئے یوں جواب دیا۔ ملاحظہ فرمایئے:

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۹۹ [2] کھیل کود۔ فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۲۳۲

اگرچہ چار گواہ شرعی نہ لاسکے تو قاذف ہے (پھر فرمایا) اس طرح سے تو لوگ کم بولتے ہیں۔ آج کل جو عوام میں جاری ہے اس کو عیب نہیں سمجھتے۔ کسی کی بیٹی کے ساتھ، کسی کو بہن کے لفظ کے ساتھ کسی کو لفظ بڑ کے ساتھ وہ فحش لفظ ملاتے ہیں یہ بھی موجب حدقذف ہے ایسے ہی کسی کو ـــ حرامی کہنا لڑکی کو حرام زادی کہنا:

اس کے بعد کئی نوعیت کے سوال اور ہوئے انہیں ملاحظہ فرمائیں:-

عرض:- حضور مرد کو حرامزادہ کہنا۔

ارشاد:- یہ حدقذف کا موجب نہیں حرامزادہ کے معنی شریر کے آتے ہیں۔

عرض:- اگر کوئی حرامزادی کے معنی شریرہ لے تو حدقذف کا موجب ہوگا یا نہیں۔

ارشاد:- ہوگا۔ کیونکہ یہاں عرف کا اعتبار ہے۔

عرض:- اور اگر استہزاءً کہہ دیا

ارشاد:- جب بھی موجب حدقذف ہوگا۔ (پھر فرمایا) بلکہ جو بڑ کے ساتھ سے اپنے چھوٹے بچوں سے کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ "ایک وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں میں ان کی تحیت کی جگہ گالی ہوگی۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔ سلام کی جگہ گالی بکتے ہوئے" ۔ له

سونا چاندی خدا کے دشمن

ایک سلسلہ گفتگو میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

عه حدقذف کا مستحق ۔ له الملفوظ کامل ص ۲۱۲، ۲۱۳ ۔

سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔ وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے محبت رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن پکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلا تشبیہ بیمار بچے کو اس کی مضر چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔ [1]

بندر ریچھ کا تماشہ یا مرغوں کی پالی دیکھنا

اس سوال پر کہ "تعزیہ داری میں لہو و لعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟" اعلیٰحضرت نے ارشاد فرمایا:

"نہیں چاہیے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یوں ہی سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے۔ درمختار حاشیہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آج کل لوگ ان سے غافل ہیں۔ متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ بندر کا تماشہ یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا۔ جتنا حاضرین کو۔ اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی ہے۔" [2]

---

[1] الملفوظ کامل ص ۳۲۵ ۔ اکثریت ۱۲ [2] الملفوظ کامل ص ۱۹ ۱۲

کبوتر، مرغ و بٹیر بازی

اس سوال پر کہ کبوتر اڑانا اور پالنا اور مرغ بازی، بٹیر بازی، کنکیا بازی۔ اور کنکیا ڈورا اور مانجھا فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟؟؟ اعلیحضرت لکھتے ہیں:

"کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اڑانا کہ گھنٹوں ان کو اترنے نہیں دیتے حرام ہے۔ اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے۔ ان لوگوں سے ابتدا بہ سلام نہ کی جائے۔ جواب دے سکتے ہیں۔ واجب نہیں۔ کنکیا اڑانے میں وقت و مال ضائع کرنا ہوتا ہے۔ یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کنکیا ڈور بیچنا بھی منع ہے۔ احتراز نہ کریں تو ان سے بھی ابتدا بہ سلام نہ کی جائے۔" لہ

عہ پتنگ لہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۲۴۳ ۱۲

۱۳

مباحات

منع آیت کا حکم ـــــ ہنود کی بنائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ ـــــ بغیر شیرینی ذکر میلاد ـــــ فاتحہ کا حقیقی مفہوم ـــــ کھانا سامنے رکھنا ـــــ اپنے لئے ایصال ثواب ـــــ سوئم کے چنے ـــــ سوئم کیوں؟ ـــــ بچوں کو ایصال ثواب ـــــ

پنج آیت کا حکم

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے استفسار کیا گیا کہ فاتحہ کے وقت جو پنج آیت پڑھی جاتی ہے وہ مخصوص محفل غم کے واسطے ہیں نہ محفل شادی کے۔ چنانچہ سوئم میں بعد ختم کلام مجید پنج آیت پڑھ کر شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔ محفل میلاد میں پڑھنا موجب کراہت ہے؟ اعلیٰ حضرت اس کا جواب دیتے ہیں:

"پنجایت میں شادی و غمی کا تفرقہ اور اسے مجلس غم سے مخصوص ماننا محض باطل و بے اصل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت کریمہ تھی جب کسی مجلس میں جمع ہوتے کسی سے کچھ آیات کلام مجید پڑھ کر سنتے۔ حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَأدُبَۃُ اللہِ فَاقْبَلُوا مادبتہ ما استطعتم۔ — بیشک یہ قرآن اللہ عزوجل کی طرف سے تمہاری دعوت ہے تو جہاں تک ہو سکے اس کی دعوت قبول کرو۔

دوسری حدیث میں ہے۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کل مؤدب یحب ان یؤتی ادبہ وادب اللہ القرآن فلا تھجروہ — ہر دعوت کرنے والا دوست رکھتا ہے کہ لوگ اس کی دعوت میں آئیں اور اللہ عزوجل کا خوان نعمت قرآن ہے۔ تو اسے نہ چھوڑو۔

کیا اللہ عزوجل کی دعوت قبول کرنا اور اس خوانِ نعمت سے بہرہ مند ہونا صرف غمی میں چاہیئے۔ شادی میں نہیں۔ لاجرم مجلس میلاد مبارک میں تلاوت قرآن عظیم ہمیشہ سے معمول علمائے کرام و بلاد اسلام ہے"۔ [1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد نہم صـ ۱۰

ہنود کی بنائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ

ایک سوال پر کہ "ہنود کی بنائی ہوئی مٹھائی پر فاتحہ دینا دلانا کیسا ہے"؟ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا:

"در شیرینی ساختۂ ایشاں تا آنکہ بالخصوص در خلط نجاستے یا چیزے حرام معلوم نہ باشد۔ فتویٰ جواز است وتقویٰ احتراز۔ ودر فاتحہ ازو احتراز انسب است فان اللہ طیب لایقبل الا الطیب وطیب بودن اشیاء ایشاں اگرچہ بحکم ظاہر ست اما باطن مشکوک پس اسلم ہماں ست کہ حتی الامکان در ہمچو امور نفیسہ گرد او نگردند۔ ورنہ خیر۔ کہ اصل در اشیا طہارت است ویقین بر شک زائل نشود"[1]۔

ترجمہ:۔ ان مشرکین کی بنائی ہوئی شیرینی کے بارے میں جب تک اسمیں کسی نجس یا حرام چیز کے ملنے کا علم نہ ہو فتویٰ تو جواز ہی کا ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ احتراز اور پرہیز کرے۔ اور اس شیرینی پر فاتحہ کرنے سے بچنا ہی زیادہ مناسب ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز قبول فرماتا ہے۔ اور ان لوگوں کی چیزوں کا پاک ہونا۔ اگرچہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے مگر باطن میں مشکوک ہے۔ پس بہتر یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ان نیک کاموں میں ان کے قریب نہ جائے۔ ورنہ کوئی حرج نہیں۔ کہ اصل اشیاء میں طہارت ہے اور شک یقین کو زائل نہیں کرتا۔ ۱۲۔ منیائی

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۱۴۰ ۱۲

بغیر شیرینی ذکر میلاد

بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ذکر میلاد مبارک سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر شیرینی کے نہیں ہوتا اور اس کا ثواب نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت کیا موقف اختیار کرتے ہیں ملاحظہ کیجیے۔

"یہ سمجھنا محض غلط ہے کہ بغیر شیرینی کے ثواب نہ ہوگا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر اقدس ویسے ہی موجب ثواب نہیں۔ ہاں شیرینی میں ثواب زیادہ ہے۔ کہ ذکر شریف کے ساتھ صدقہ فقراء و ہدیہ احبا بھی شامل ہو گیا۔ قربت بدنی کے ساتھ قربت مالی بھی ہو گئی۔"[1]

فاتحہ کا حقیقی مفہوم

مسلمانوں میں فاتحہ سوئم چہلم برسی اور عرس وغیرہ کا رواج ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کی روح کو جائز قرار دیتے ہوئے غیر ضروری لوازمات کو بے اصل ثابت کیا ہے۔ اس طرح انہوں نے میانہ روی اختیار کی ہے۔ فاتحہ وغیرہ کو جائز قرار دیتے ہوئے آخر میں لکھا ہے۔

"باقی جو بیہودہ باتیں لوگوں نے نکالی ہیں، مثلاً اس میں شادی کے سے تکلف کرنا۔ عمدہ عمدہ فرش بچھانا۔ یہ باتیں بے جا ہیں۔ اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے یا اس دن زیادہ پہنچے گا۔ اور روز کم۔ تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے۔ اسی

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۸۹ ۱۷

طرح چنوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ چنے بانٹنے کے سبب کوئی برائی پیدا ہو۔"[1]

کھانا سامنے رکھنا ضروری نہیں

فاتحہ کے وقت شیرینی یا کھانا سامنے رکھنے کے بارے میں بہت سے لوگوں نے اعلیٰ حضرت پر الزام تراشیاں کی ہیں۔ یہاں اس سلسلہ میں ان کا کیا موقف ہے ملاحظہ فرمائیں:

"بات یہ ہے کہ فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے۔ در مومن کو عمل نیک کا ایک ثواب اس کی نیت کرتے ہی حاصل اور کیے پر دس ہو جاتا ہے۔ رہا کھانا دینے کا ثواب وہ اگرچہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہوگا کہ جب تک وہ شی موجود نہ ہو کیا بھیجی جائے۔ حالانکہ اس کا طریقہ صرف جناب باری میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہنچائے اگر کسی کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے۔"[2]

اپنے لئے ایصال ثواب

مسلمان اپنی زندگی میں اپنے لئے ایصال ثواب کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب اعلیٰ حضرت سے پوچھیے۔ وہ فرماتے ہیں:

---

[1] الحجۃ الفاتحہ ص ۱۴ [2] الحجۃ الفاتحہ ص ۱۵ و ۱۶، ۱۲

وہاں کر سکتا ہے۔ محتاجوں کو چھپا کر دے۔ یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیار و برادری کی دعوت ہوتی ہے۔ ایسا نہ کرنا چاہیئے (پھر فرمایا) چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا:

صدقۃ السر تدفع میتۃ السوء و تطفیٔ غضب الرب	چھپا کر صدقہ دینا بری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

(پھر فرمایا) زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا بعد موت کے صدقہ دینے سے افضل ہے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا:

افضل الصدقۃ ان تصدق وانت صحیح شحیح ولا تمھل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا و قد کان لفلان تامل الغنیٰ و تخشی الفقر	افضل صدقہ یہ ہے کہ تو تصدق کرے اس حال میں کہ تو تندرست ہو اور مال پر حریص ہو خواہشمند ہو اسے دولت کی تمنا رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو یہ نہ ہو کہ جب دم گلے میں آئے اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا کہ اب تو فلاں کے لئے ہو ہی چکا ہے۔[1]

سوئم کے چنے

میت کے سوئم میں چنوں پر کلمہ شریف پڑھنا اور پھر ان کو اور بتاشوں کو تقسیم کرنا چاہیئے یا نہیں۔ نیز میت کے سوئم کے چنے و بتاشے سوائے مساکین کے دوسرے کو لینا اور کھانا

---

[1] الملفوظ کامل ص۳۶۶ ۱۲

چاہیے یا نہیں۔؟ اس کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

"جائز ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ صرف مساکین کو دیئے جائیں

اغنیا کا نہ لینا بہتر ہے"۔[1]

سوئم کیوں؟

میت کے ایصال ثواب کے لئے دوسرا یا تیسرا دن مقرر کرنا اور یہ سمجھنا کہ ثواب اسی دن پہنچتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس کی مخالفت بایں طور فرمائی ہے۔

"شریعت میں ثواب پہنچانا ہے۔ دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں۔ جب چاہیں کریں۔ انہیں دنوں کی گنتی ضرور شرعی جاننا جہالت ہے وبدعت"۔[2]

بچوں کو ایصال ثواب

"اگر کسی کھانے یا شیرینی پر بچے کی فاتحہ دے کر مسکینوں کو کھلا دے تو اس کھانے یا شیرینی کا میت کو ثواب ملے گا یا نہیں۔ جائز ہے یا ناجائز"؟ اس سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

---

[1] ایک نجدی شخص رامپور سے منافقانہ سنی بن کر آیا بعض استفتار کئے جن کا جواب اسی جلد میں تھا۔ دارالافتار سے اسے یہ جلد دی گئی کہ جواب نقل کرے اس نے یہ لفظ۔ بدعت۔ اضافہ کیا ہے۔ سطر میں جگہ نہ پائی تو نیچے اور بین السطور میں۔ فتاوی لنگوی حصہ اول میں یہ فتویٰ مع اضافہ مفتری نقل کیا اور عبارت جہالت ہے وبدعت غلط تھی جس سے ہر ذی عقل نے سمجھ لیا کہ یہ عبارت فتاوی رضویہ کی نہیں لہذا براہ چالاکی کہ وہابیہ کا شعار ہے اسے یوں بنا لیا۔ جہالت وبدعت ہے۔ سلطانی ۔۔۔ وہابیہ کے نسخہ سے میں۔ حصہ امیر دن۔ [1] فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ ۔۔۔ [2] فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۹۲

ضرور جائز ہے۔ اور بیشک ثواب پہنچتا ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔

والصبی لا شک انہ من اہل	اس میں شک نہیں کہ بچے خود اہل ثواب ہیں
الثواب ونصوص الحدیث	اور حدیث اور علماء کے اقوال ثواب کے
وارشادات العلماء مطلقۃ	باب میں مطلق ہیں اس میں بچوں اور بڑوں کی کوئی
لا تخصیص فیہا	تخصیص نہیں ہے



۱۴

تسلیمات و تعظیمات

سجدۂ تعظیمی حرام ہے ــــ معانقہ و مصافحہ ــــ انگوٹھے چومنا ــــ قبر کو بوسہ اور جھک کر سلام ــــ علماء و صلحاء کے ہاتھ پاؤں چومنا ــــ سلام کا جواب ــــ سلام کفار کا جواب ــــ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا ــــ مصافحہ بعد فجر ــــ عرب کے ساتھ محبت ــــ

سجدۂ تعظیمی حرام ہے

خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے علاوہ کسی کی عظمت و جلال کے آگے سجدۂ عبادت کفر اور سجدۂ تحیت یا سجدۂ تعظیمی حرام قطعی ہے۔ اعلیٰ حضرت پر بہتان تراشی کرنے والو! اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کا مطالعہ کرو۔ اعلیٰ حضرت سجدۂ تعظیمی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"احادیث میں کس قدر سجدہ کی ممانعت فرمائی گئی۔ کہیں فرمایا سجدہ لغیر اللہ حرام ہے۔ کہیں فرمایا سجدہ اللہ کے لئے خاص ہے۔ کہیں فرمایا سجدہ غیر اللہ کو نہ کرو۔ اتنی احتیاطوں کے ساتھ حرام کیا گیا ورنہ کیا جانئے کیا ہوتا۔"[1]

یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت نے اس موضوع پر ایک فاضلانہ و محققانہ رسالہ لکھا ہے۔ جس میں اعلیٰ حضرت نے غیر اللہ کے لئے سجدۂ عبادت کو کفر و شرک اور سجدۂ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے۔ اس رسالہ میں وہ لکھتے ہیں:

"مسلمان اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین ہے"[2]

اعلیٰ حضرت نے اس رسالے میں اپنے اس دعوے کا ثبوت پہلے آیات قرآنی سے پیش کیا ہے۔ پھر چالیس احادیث اس کے بعد ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدۂ تحیت کی حرمت ثابت فرمائی ہے۔

---

[1] الملفوظ کامل ص ۲۳۳ ۔ الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیۃ ۱۲

[2] الزبدۃ الزکیہ ص ۵ ۱۲

معانقہ ومصافحہ

زید کہتا ہے کہ معانقہ ہر وقت میں حرام اور مصافحہ کرنا مسنون۔ عمرو کہتا ہے کہ معانقہ کرنا وقت آمد ورفت سفر اور یوم عید اور ہنگام خوشی۔ اور خصوصًا معانقہ کرنا ایک دلیل قوی بنابر افزونی اخلاص ومحبت مابین اہل اسلام ہے۔ جب زید اس بات کا معتقد ہے کہ معانقہ حرام ومصافحہ مسنون۔ آیا زید گناہ صغیرہ کا مرتکب ہے یا کبیرہ کا۔؟ اس سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

"کپڑوں کے اوپر معانقہ جہاں خوف فتنہ شہوت نہ ہو بلاریب مشروع ہے۔ اس کے جواز پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع اور سفر وغیر سفر بشرائط مذکورہ مطلقاً جائز۔ سفر کی تخصیص حدیث وفقہ سے ثابت نہیں۔ نہ کہ استغفر اللہ مطلقاً حرام ہوا۔ ابوجعفر عقیلی حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المعانقۃ فقال تحیۃ الامم وصالح ودّھم وان اول من عانق خلیل اللہ ابراھیم۔	میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معانقہ کا مسئلہ دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا تحیت ہے امتوں کی اور اچھی دوستی ہے ان کی۔ بیشک پہلے جس نے معانقہ کیا۔ اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس حدیث میں صحیح تائید ہے عمرو کے قول کی کہ معانقہ ایک دلیل قوی ہے افزونی محبت پر۔ البتہ اگر دونوں ننگے بدن ہوں تو اس صورت کو بعض روایات میں مکروہ کہا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یوں بھی کچھ حرج نہیں۔ بیشک جہاں خوف فتنہ ہو۔ مثلاً عورت یا امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا خصوصًا جبکہ

بنظر شہوت ہو تو اس صورت کی کراہت اور عدم جواز میں کسی کو کلام نہیں[1]

بالجملہ احادیث اس بارے میں بکثرت وارد اور فقہار کا قول سن ہی چکا کہ بے خوفِ فتنہ کپڑوں کے اوپر معانقہ بالاجماع بلاکراہت جائز ہے۔ تو قول زید کہ معانقہ کرنا ہر وقت میں حرام ہے محض غلط و باطل ہے اور شریعت مطہرہ پر کھلا افترار ہے وہ اپنے اس قول میں صحیح حدیثوں کو جھٹلاتا اور اجماع ائمہ کا خرق کرتا ہے۔ اگر سچا ہے تو حدیث وفقہ سے اپنا دعویٰ علی الاطلاق ثابت کرے۔ ورنہ خدا اور رسول پر بہتان کرنے کا اقرار کرے۔ اور جب معانقہ بشرائط مذکورہ بلاتخصیص وقت وحال حدیث وفقہ سے مشروع ٹھہرا۔ تو جس وقت وجس زمانے میں کیا جائیگا مشروع ہی رہے گا۔ اور مجرد خصوصیت وقت باعث حرمت نہ ہو جائے گی۔ بس وہ معانقہ جو بعد نماز عید ہمارے زمانے میں رائج ہے بشرائط مسطورہ بالا بلاشبہ مشروع وجائز ہے۔ اصل اس کی احادیث واجماع سے ثابت۔ گو تخصیص اس وقت کی قرون ثلاثہ میں نہ پائی جائے۔[2]

انگوٹھے چومنا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو سنتے وقت انگوٹھے چومنے ضرور ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کس کس موقعہ اور کون کون محل پر ہے؟ اس سوال کا جواب

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صلا [2] ایضاً صلا

اعلیٰ حضرت دیتے ہیں :

" ضرور کبھی فرض یا واجب یا سنت ہو کرہ تو اصلاً نہیں ہاں اذان سننے میں علماء فقہ نے مستحب رکھا ہے اور اس خاص موقع پر کچھ احادیث بھی وارد۔ جو ایسی جگہ قابلِ تمسک ہیں۔ مگر نماز میں یا خطبہ یا قرآن مجید سنتے وقت نہ چاہیئے۔ نماز میں اس کی ممانعت ظاہر اور استماعِ خطبہ و قرآن کے وقت یوں کہ اس وقت ہمہ تن گوش ہو کر تمام حرکات سے باز رہنا چاہیئے۔ پنج آیت کے وقت جو آیت کریمہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ پر اس قدر کثرت سے انگوٹھے چومے جاتے ہیں۔ گویا صدہا چڑیاں جمع ہو کر چہک رہی ہیں یہاں تک کہ دور والوں کو قرآن عظیم کے بعض الفاظ کریمہ بھی اس وقت اچھی طرح سننے میں نہیں آتے۔ یہ فقیر کو سخت ناپسند و گراں گذرتا ہے۔ صرف انگوٹھے لبوں سے لگا کر آنکھوں پر رکھنے میں اس وقت کوئی حرج نہ بھی ہو تو بوسہ تعظیم میں آواز نکلنے کا خود حکم نہیں۔ جیسے بوسہ سنگ اسود و آستانہ کعبہ و قرآن عظیم و دست وپائے علماء و صلحاء۔ نہ کہ ایسی آوازیں کہ۔ چڑیاں بسیرا لے رہی ہیں ۔"

قبر کو بوسہ اور جھک کر سلام

اکثر مسلمان قبر کو بوسہ دیتے اور انہیں دور و قریب سے جھک کر سلام کرتے ہیں۔ اور اس کا الزام مخالفینِ اعلیٰ حضرت و مسلکِ اہلسنت، اعلیٰ حضرت و پوری

سے قطعاً ہرگز ۱۲ سے فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۲ نوٹ :- اس موضوع پر اعلیحضرت نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" اس کا نام ہے۔ ۱۲ ضیائی۔

جماعت پڑھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت کا کیا موقف ہے ملاحظہ فرمائیں:

اسی قسم کے سوال پر کہ: قبر کو بوسہ دینا اور بزرگوں کے مزارات کو جھک کر سلام کرنا شریعت وطریقت میں درست ہے یا شد شرک وکفر؟ اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے

"بوسۂ قبر بمذہب راجح ممنوع است۔ وہمچناں خم شدہ سلام دادن۔ اما چیزے ازینہا شرک وکفر نتواں بود۔ ایں غلو وہابیہ ضالہ است" [1]

علماء وصلحاء کے ہاتھ پاؤں چومنا

اس ضمن میں ایک اور سوال کیا گیا کہ: چند پیر حضرات اپنے مریدوں کو ہاتھ پاؤں چومنے کی سخت ہدایت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ درست ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟؟

اعلیحضرت تحریر فرماتے ہیں۔

"دست وپائے اولیاء وعلماء رابوسہ دادن زنہار ممنوع ہم نیست بلکہ ثابت ودرست است۔

وفد عبد القیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم چوں بخدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسیدند واز دور نگاہ شاں بر جمال جہاں آرائے حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتاد۔ بے تابانہ خود را از پشت سواریہا افگندند و

ع قبر کو بوسہ دینا راجح مذہب میں ممنوع ہے۔ اور اسی طرح جھک کر سلام کرنا بھی۔ لیکن ان میں سے کوئی چیز شرک وکفر نہیں ہو سکتی۔ یہ گمراہ وہابیوں کا مبالغہ ہے۔ ۱۲

[1] فتاوی رضویہ جلد دہم ص ۱۴۲

وداں وداں بحضور رسیدہ بوسہ بر دست وپائے اقدس داوند —— سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکار نہ فرمودہ "[1]

سلام کا جواب

چند اشخاص ایک جگہ پر بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آکر کہا۔ السلام علیکم۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا۔ آداب عرض، یا تسلیمات، یا بندگی۔ یا ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اٹھایا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا۔ تو کیا اشخاص مذکورہ پر سے کفایہ اٹھ گیا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔ اس سوال کا جواب ملاحظہ فرمائیے اعلیٰحضرت فرماتے ہیں :

> "نہ۔ اور سب گنہگار رہے۔ جب تک ان میں سے وعلیکم السلام وعلیک یا السلام علیکم نہ کہے۔ کہ الفاظ مذکورہ بندگی آداب تسلیمات وغیرہا الفاظ سلام سے نہیں ہے۔ اور صرف ہاتھ اٹھا دینا کوئی چیز نہیں۔ جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔" [2]

---

[1] ترجمہ :۔ اولیاء اور علماء کے ہاتھ پاؤں چومنا ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ ثابت اور درست ہے۔ وفد عبد القیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور دور سے ان کی نگاہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا پر پڑیں تو بے تابانہ سواریوں سے کود گئے اور دوڑے دوڑے حضور کے پاس پہنچ کر دست وپائے اقدس کا بوسہ دیا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار (منع) نہ فرمایا

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۹۲) ۱۲

[2] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۱۹۸ ۱۲

(آگے فرماتے ہیں) حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے نہ یہود سے مشابہت پیدا کرو نہ نصاریٰ سے۔ کہ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ کرنا ہے۔ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ ہاں لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں"۔ [1]

سلام کفار کا جواب

اس سوال پر کہ۔ کفار کے سلام کا جواب کن الفاظ میں دیا جائے اور وقتِ ضرورت ان کو کس طرح سلام کرے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"کافر کو بے ضرورت ابتدار بہ سلام ناجائز ہے۔ اور ہندوستان میں وہ طریقت تحیت جاری ہیں۔ کہ بضرورت بھی۔ انہیں سلام شرعی کرنے کی حاجت نہیں۔ مثلاً یہی کافی کہ لالہ صاحب بابو صاحب، منشی صاحب یا بے سر جھکائے سر پر ہاتھ رکھ لینا وغیرہ ذالک۔ کافر اگر بے لفظ سلام سلام کرے تو ایسے ہی الفاظ رائجہ جواب میں بس ہیں۔ اور بہ لفظ سلام ابتدا کرے تو علماء فرماتے ہیں جواب میں وعلیک کہے۔ مگر یہ لفظ یہاں مخصوص بہ اسلام ٹھہرا ہوا ہے اور وہ کافر بھی اسے جواب سلام نہ سمجھے گا بلکہ اپنے ساتھ استہزار خیال کرے گا۔ تو جس لفظ سے مناسب جانے جواب دے

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۹۸ ۱۲

لے۔ اگرچہ سلام کے جواب میں سلام ہی کہہ کر [1]

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرنا چاہیئے خواہ گھر میں صرف اہلیہ ہی کیوں نہ ہوں۔ اس قسم کے ایک سوال پر اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں۔

قال اللہ عزوجل۔	اللہ عزوجل کا ارشاد ہے
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى	جب تم گھروں میں جاؤ تو سلام کرو اپنی
اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	جانوں پر ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ
مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً	طرف سے برکت والی پاکیزہ۔

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

یا بنی اذا دخلت علی اھلک	اے میرے بیٹے جب تو اپنے اہل پر داخل
فسلم یکون برکۃ علیک	ہو تو سلام کر وہ برکت ہوگی تجھ پر اور
وعلی اھل بیتک	تیرے اہل خانہ پر۔

دوسری حدیث میں ہے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ نے فرمایا:

اذا دخلتم بیوتکم فسلموا	جب تم اپنے گھروں میں جاؤ تو اہل خانہ
علی اھلھا فان الشیطان	پر سلام کرو۔ کہ جب تم میں کوئی گھر
اذا سلم احدکم لم یدخل	میں جائے اور سلام کرے تو شیطان
بیتہ۔	اس گھر میں داخل نہیں ہوتا ہے [2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۶۵ و ۹۲، ۱۲ [2] ایضاً ص۸۹ و ۹۰، ۱۲

اس ضمن میں اور بھی کئی احادیث اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاویٰ میں درج فرمائی ہیں۔ یہاں ان سب کا ذکر غیر مناسب ہے۔

مصافحہ بعد فجر

فجر کی نماز کے بعد مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا بدعت ہے یا سنت؟ اس ضمن میں اعلیٰ حضرت کیا لکھتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

"اگر نماز سے پیشتر آج ملاقات نہ ہوئی تھی بعد نماز ملے تو یہ مصافحہ خاص مسنون ہے۔ اور اگر پہلے مل چکے تھے تو اب بعد نماز کے گویا بعد غیبت ملاقات جدیدہ ہے۔ مصافحہ مذہب اصح میں مباح ہے۔"[1]

عرب کے ساتھ محبت

اعلیٰ حضرت پر آج ان کے مخالفین عرب دشمن ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ اور پوری جماعت اہلسنت کو اس میں ملوث گردانتے ہیں۔ آپ ملاحظہ کیجئے، جن کا موقف یہ ہو کیا وہ عرب سے دشمنی کر سکتا ہے۔؟

ایک بار کسی نے اعلیٰ حضرت سے سوال کیا کہ، "عرب کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم حدیث میں ہے"؟ تو آپ نے جواب دیا:

"ہاں حدیث میں ہے

من احب العرب فقد احبنی   جس نے عرب سے دوستی کی گویا اس نے

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۶۴ ۱۲

ومن ابغض العرب فقد ابغضنی	مجھ سے دوستی کی اور جس نے عرب سے دشمنی کی تو گویا اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

دوسری حدیث میں ہے۔

حب العرب ایمان وبغضهم نفاق	عرب کی محبت ایمان ہے اور ان کی دشمنی نفاق (منافقت) ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

احبوا العرب لثلاث لانی	تین وجوہات کی بنا پر عرب سے محبت کرو
عربی والقرآن عربی ولسان	اس لئے کہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے
اهل الجنة عربية	اور جنتی کی زبان عربی ہے۔[1]

---

[1] الملفوظ کامل ص۳۱ مطبوعہ کانپور"

۱۵

مزارات و تبرکات

نقشۂ روضۂ مبارکہ ــــ نقشۂ پاک کی زیارت ــــ
ــــ آثار شریفہ سے تبرک ــــ فضائل نقشۂ نعلین
شریفین ــــ مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز ــــ
بزرگوں کے مزارات پر حاضری کا طریقہ ــــ مزامیر
کے بعد عرس میں جا سکتا ہے ــــ تاریخ عرس کی تعیین
کی مصلحت ــــ قبر پر پائنتی کی طرف سے حاضر ہونا
ــــ بزرگوں کو تکلیف ہوتی ہے ــــ مزارات
پر عورتوں کی حاضری ــــ طواف مزارات ــــ
ــــ بارگاہِ رسالت میں حاضری کے آداب ــــ

نقشۂ روضۂ مبارکہ

سرکار عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ کا نقشہ بنانا یا بنوا کر گھروں میں رکھنا جائز ہے یا دیگر تصاویر کی طرح حرام و ناجائز ہے؟ اس قسم کے ایک سوال پر اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا۔

"رہا روضۂ مبارکہ کا نقشہ۔ اس کے جواز میں اصلاً مجالِ سخن و جائے دم زدن نہیں۔ جس طرح ان تصویروں کی حرمت یقینی ہے یوں ہی اس کا جواز اجماعی ہے۔ شرع مطہر میں ہر ذی روح کی تصویر حرام فرمائی (اعلیٰ حضرت نے بارہ۱۲ ائمہ و علماء کے نام تحریر فرمانے کے بعد لکھا) وغیرہم ائمہ و علماء نے مزار اقدس و اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قبور مقدسہ حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نقشے بنائے۔" [1]

نقشۂ پاک کی زیارت

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے نقشۂ پاک زیارت کرنی اس کو بوسہ دینا اس کا احترام بجا لانا اور اس سے محبت رکھنا کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

"از انجملہ یہ کہ جسے روضۂ مبارکہ کی زیارت میسر نہ ہوئی وہ اس نقشۂ پاک کی زیارت کرے۔ مشتاق سے دیکھے

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم صہ ۱۴۷

اور بوسہ دے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و حضور کا شوق اس کے دل میں بڑھے۔ اللھم ارزقنا۔ آمین۔ [1]

آثار شریفہ سے تبرک

ایک سوال پر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے تبرک کیسا ہے۔؟ اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں۔

فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک سلفاً و خلفاً زمانۂ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلا نکیر رائج و معمول اور باجماع مسلمین مندوب و محبوب۔ بکثرت احادیث صحیحہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق۔ جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے "البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ" میں ذکر کی۔ اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں۔ اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی و کم نصیبی ہے۔ ائمۂ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے اس شئی کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔" [2]

فضائل نقشۂ نعلین شریفین

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل پاک کا نقشہ گھروں میں رکھنا

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص ۱۴۹ سے برکت حاصل کرنا سے انکار کے بغیر [2] ایضاً ص ۹۲ ۱۲

اسے بوسہ دینا کیسا ہے۔ اور اس سے توسّل جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کے نیچے دعائے حاجت لکھنا کیسا ہے۔ ان سوالات کے جواب میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں۔

طبقہ فطبقہ شرقاً غرباً عجماً علمائے دین و ائمۂ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں پر تحریر فرماتے آئے اور انہیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔ اور دفع امراض وحصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کیے۔ اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کیے۔ علامہ ابو الیمن ابن عساکر و شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں۔ اور علامہ احمد مصری کی "فتح المتعال فی مدح خیر النعال" اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔ علامہ ابو الربیع سلیمٰن بن سالم کلاعی وقاضی شمس الدین حنیف اللہ رشیدی و شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری و سید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح و شیخ محمد بن فرج سبتی و شیخ محمد بن رشید فہری سبتی و علامہ ابو الیمن ابن عساکر و علامہ ابو الحکم مالک بن عبد الرحمٰن بن علی مغربی و امام ابو بکر احمد بن امام ابو محمد عبد اللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے نقشۂ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اسے بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور۔ اور یہی مواہب لدنیہ امام علامہ احمد قسطلانی و شرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور

علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشۂ متبرکہ ہو ظلم ظالمین و شر شیاطین و چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے۔ عورت دردِ زہ کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو۔ جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہِ خلق میں معزز ہو۔ زیارت روضۂ اقدس نصیب ہو۔ خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہو۔ جس لشکر میں ہو نہ بھاگے۔ جس قافلے میں ہو نہ لٹے۔ جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے جس مال میں ہو نہ چرے۔ جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔ جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔ موضعِ درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں۔ مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کرکے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں۔ اس باب میں حکایاتِ صلحاء و روایاتِ علماء بکثرت ہیں۔ کہ امام تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں۔ اور بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔[1]

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ ایک سوال کے جواب میں کہ "مدینہ شریف کو یثرب کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو شخص یہ لفظ کہے اس کی نسبت کیا حکم ہے۔؟" تحریر فرماتے ہیں:

"مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سے چوری نہ جائے ۱۲ [1] فتاوٰی رضویہ جلد دہم صـ ۹۲

من سمّی المدینۃ یثرب فلیستغفر — جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب

اللہ ھی طابۃ ھی طابۃ — ہے۔ مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

فتسمیتھا بذالک حرام لان الاستغفار — مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے

انما ھو من خطیئۃ — کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار

گناہ ہی پر ہوتا ہے۔ؔ[۱]

بزرگوں کے مزارات پر حاضری کا طریقہ

ایک سوال پر کہ "مرید کو بعد وفات شیخ کی قبر پر کس طرح ادب کرنا چاہیئے"
اعلیٰ حضرت نے بزرگوں کے مزارات پر حاضری کا طریقہ بتاتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

"چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کی حیات میں جیسا ادب کرتا تھا۔ سامنے سے حاضر ہو کہ بائیں سے حاضر ہونے میں مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے۔"

اسی سلسلۂ بیان میں درج ذیل حکایات بیان فرمائیں۔

قبر پر غیر حاضری

ایک بزرگ کا انتقال ہوا، ان کی صاحبزادی روزانہ قبر پر حاضر ہوتیں اور تلاوت قرآن عظیم کیا کرتیں۔ کچھ مدت گذرنے کے بعد وہ جوش جاتا رہا۔ ایک روز حاضر نہ ہوئیں۔ شب کو خواب میں تشریف لائے۔ فرمایا ایسا نہ کرو۔ آؤ میرے مواجہ میں کھڑی ہو یہاں تک کہ تمہیں جی بھر کے دیکھ لوں پھر میرے لئے دعائے رحمت کرو اور پھر چلی جاؤ۔ رحمت آ کر مجھ میں اور

---

[۱] فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص۔؟

تم میں حجاب ہو جائے گی۔

اچھے کفن کی فرمائش

ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی۔ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔ رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا۔ خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ تم نے بہت اچھا کفن بھیجا ہے۔

تہبند کی واپسی

اُہبان ابن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صحابی ہیں۔ ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا۔ شب کو اپنے صاحبزادے کو خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔ یہ تہبند لو۔ اور الگنی پر ڈال دیا۔ صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔

جنازہ یا بلا؟

ایک شخص قبرستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں غافل ہو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بی بی اس قبر میں سے فرماتی ہیں۔ اے خدا کے بندے اس بلا کو میرے پاس سے دور کر جو تھوڑی دیر میں آنے والی ہے۔ اس کی فوراً آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ ایک قبر وہیں کھد رہی ہے اور سامنے سے ایک جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آرہا ہے۔ اس

نے سب کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے ایسی ہے ویسی ہے۔ غرض وہ لوگ باز رہے اور دوسری جگہ اس میت کو لے گئے۔ شب کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تونے اس آگ کو میرے پاس سے دور کیا۔[1]

ان حکایات کو درج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صاحب قبر سنتے دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کی بارگاہوں میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے۔

مزامیر کے بعد عرس میں جا سکتا ہے

اعلیحضرت سے سوال کیا گیا کہ "بزرگان دین کے اعراس میں مزامیر ہوتے ہیں۔ جب تک مزامیر ہوں اس وقت تک نہ جائے اور مزامیر کے بعد قل میں شریک ہونے کے واسطے جا سکتا ہے یا نہیں؟" آپ نے جواب مرحمت فرمایا:

جا سکتا ہے۔ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب بلوائیوں نے بلوہ کیا۔ تمام مدینہ منورہ میں ان کا شور تھا۔ امیر المومنین کے مکان کو گھیرے ہوتے تھے نماز بھی وہی پڑھاتے تھے۔ سوال ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں۔ ارشاد فرمایا وہ لوگ جب برائی کریں علیحدہ رہو اور جب بھلائی کریں تو ان کے شریک ہو۔[2]

تاریخ عرس کی تعیین کی مصلحت

اعلیحضرت نے ایک استفتار پر کہ بزرگان دین کے اعراس کی تعیین میں

---

[1] الملفوظ کامل ص ۲۰۳ و ۲۰۴ [2] ایضاً ص ۲۲۱

بھی کوئی مصلحت ہے؟ فرمایا،

"ہاں۔ اولیاء کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن قبور کریمہ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے اخذ برکات کے لئے زیادہ ... ہوتا ہے۔" [1]

قبر پر پائنتی کی طرف سے حاضر ہونا

یہ حکم جو فرمایا گیا ہے کہ مزار شریف پر پائنتی کی طرف سے حاضر ہو ورنہ صاحب قبر کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا۔ تو کیا عالم برزخ میں بھی اولیاء کرام کو سر اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔؟ اس کے جواب میں اعلیٰحضرت نے ارشاد فرمایا۔

"ہاں۔ عوام کو بلکہ عامۂ اولیاء کرام کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ اور آگے پیچھے یکساں دیکھنا تو شانِ نبوت میں سے ہے۔ بعض صحابہ کرام نے جو نئے مسلمان ہوئے تھے۔ نماز پڑھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبقت کی۔ بعد نماز کے حضور نے ارشاد فرمایا۔

اترون ان قبلتی اماھی۔ انی ارٰی من خلفی کما اریٰ من امامی — کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کو ہے۔ میں ایسا ہی اپنے پیچھے دیکھتا ہوں جیسا آگے" [2]

بزرگوں کو تکلیف ہوتی ہے

عرس و دیگر موقعوں پر بزرگان دین کے مزار اقدس پر غلط اور ناجائز حرکات

---

[1] الملفوظ کامل ص ۲۶۲ [2] ایضاً

وافعال سے بزرگوں (صاحب قبر) کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے آیئے اعلیحضرت کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

ایک سوال پر کہ۔ بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں۔ ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے۔؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

"بلاشبہ۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرما دی ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں۔؟"[1]

مزارات پر عورتوں کی حاضری

اعلیٰ حضرت سے استفسار کیا گیا کہ۔ حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں؟؟ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

"غنیہ میں ہے۔ یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں۔ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے۔ اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ — اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ — حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور

---

[1] الملفوظ کامل ص۲۳۳ حصہ مدینہ منورہ

اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ط — رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے

خود حدیث میں ارشاد ہوا۔

من زار قبری وجبت له شفاعتی — جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

دوسری حدیث میں ہے۔

من حج ولم یزرنی فقد جفانی — جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی۔

ایک تو یہ ادائے واجب۔ دوسرے قبولِ توبہ۔ تیسرے دولتِ شفاعت حاصل ہونا۔ چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفاسے بچنا۔ یہ عظیم واہم امور ایسے ہیں۔ جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستانِ عرش نشان لازم کر دی۔ بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمالِ مفسدہ موجود۔ اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی۔ اولیاء کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط۔ جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے۔ لہٰذا اس کے لئے طریقہ اسلم احتراز ہی ہے۔

بسیار منافع بے شمار است
اگر خواہی سلامت بر کنار ست ۱؎

دوسری جگہ امام اہلسنت یوں رقمطراز ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱؎ الملفوظ کامل ص۲۱۱ ۱۲

لعن اللہ زوّارات القبور — قبروں کی زیارت کرنیوالی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور — میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا

الا فزوروھا — آگاہ ہو جاؤ اب تم لوگ قبروں کی زیارت کرو

علماء کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد النہی میں عورات بھی داخل ہوئیں یا نہیں۔ اصح یہ ہے کہ داخل ہیں۔ کما فی بحر الرائق۔ مگر جوانین (جوان عورتوں کے لئے) ممنوع ہیں جیسے مساجد سے۔ اور تجدید حزن (غم کو تازہ کرنا) مقصود ہو تو مطلقاً حرام ــــ اقول قبور اقربا پر خصوصاً بہ حال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نساء ہے۔ اور مزارات اولیاء کرام پر حاضری میں احدی الشناعتین (فتنہ میں مبتلا ہونا یا تجدید حزن) کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے لہٰذا غنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا۔ البتہ حاضری و خاک بوسیِ آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم مندوبات بلکہ قریب واجبات ہے۔ اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم[1]

طوافِ مزارات

بعض لوگ عقیدت میں غلو کے سبب مزارات پر حاضر ہو کر ان کا طواف کرنے

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۶۵

لگتے ہیں۔ اور بہت سی غلط حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا واضح موقف ملاحظہ فرمائیے۔

آپ سے سوال کیا گیا کہ "پیر و مرشد کے مزار کا طواف کرنا مزار اور مزار کی چوکھٹ کو بوسہ دینا آنکھوں سے لگانا اور مزار سے لئے پاؤں پیچھے ہٹ کے ہاتھ باندھے ہوئے واپس آنا جائز ہے یا نہیں؟" آپ نے جواب مرحمت فرمایا:

"مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے۔ کہ تعظیم بالطواف مخصوص بہ خانہ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ نہ دینا چاہیئے۔ علماء اس میں مختلف ہیں۔ اور بہتر بچنا۔ اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں۔ اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز۔ کہ اس سے شریعت میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہو سکتی۔

قال اللہ تعالیٰ	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ	حکم نہیں ہے مگر اللہ ہی کا۔

ہاتھ باندھے الٹے پاؤں واپس آنا ایک طرز ادب ہے۔ اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں۔ ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اس سے احتراز کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"[1]

بارگاہِ رسالت میں حاضری کے چند آداب

شہر نبی کریم اور روضہ رسول امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر حاضری کے آداب

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۰

میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکمل رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ جو فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں شامل ہے۔ اس کے چند اقتباسات نذر قارئین ہیں۔ جن سے یہ اندازہ لگانا آسان ہوگا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ بارگاہِ رسالت مآب سے کس قدر قریب تھے۔ وہاں کے آداب سے کس حد تک واقف اور ان پر کس پابندی سے عمل پیرا بھی۔ آپ بھی پڑھئے اور دعا کیجئے کہ بفضل خداوندی اگر ہمیں اور آپ کو اس پاک اور مقدس مقام کی زیارت نصیب ہو تو مولیٰ تعالیٰ ان آداب کو بجالانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں:

○ جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ کہ پیادہ (پیدل) ہو لو۔ روتے سر جھکاتے آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ ؎

جائے سرست اینکہ تو پامی نہی
پائے نہ بینی کہ کجا می نہی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

○ جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے درود و سلام کی کثرت کرو

○ جب شہر اقدس تک پہونچو جلال و جمالِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

○ خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا۔ اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی ان کی نگاہِ کریم

تحقیقات علم الادویہ

علم و فن طب میں تحقیقات علم الادویہ و اغذیہ پر مفرد اعضا (نشوں) کے تحت طبی دنیا میں اولین کتاب ہے۔ ایسی بے نظیر علمی و فنی اور تحقیقاتی کتاب جس کا جواب ماڈرن میڈیکل سائنس (فرنگی طب) پیش نہیں کر سکی۔ یہ کتاب دنیائے طب اور تحقیقات علم الادویہ اور اغذیہ میں ایک زبردست انقلاب و رنگ ٹکل اور فرنگی طب (ماڈرن میڈیکل سائنس) کو زبردست چیلنج ہے۔ اس میں تحقیقات علم الادویہ کے قوانین و اصول اور نظریات پیش کئے گئے ہیں جن کے تحت مشاہدات و تجربات اور قیاسات کی عملی اور فنی تعلیم ذہن نشین کرائی گئی ہے جس سے افعال و اثرات اور خواص و فوائد اشیاء میں یقینی اور بے خطا صورتیں پیدا کر دی ہیں۔ اس کے مطالعہ سے تحقیقات علم الادویہ اور اغذیہ مکمل طور پر روشن ہو جاتا ہے۔ اس کی روشنی میں معالج علم الادویہ اور اغذیہ پر کامل دسترس حاصل کر کے بلند مقام پیدا کر سکتا ہے۔

محقق و مصنف

ابن سینائے وقت، لقمان حکمت، موجد قانون مفرد اعضاء، استاذ الحکماء، طبی سائنس دان، مجدد طب حکیم انقلاب المعالج حضرت حاجی دوست **محمد صابر ملتانی**

بانی تحریک تجدید طب رجسٹرڈ پاکستان

نوری کتب خانہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور

فون نمبر: ۶۳۶۶۳۸۵

اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ۔

○ الحمد للہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے۔ نہایت ادب و وقار کے ساتھ بہ آوازِ حزیں وصورت درد آگیں و دلِ شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ سنت کے خلاف ہے۔ اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحاتِ ائمہ سے گذرا)

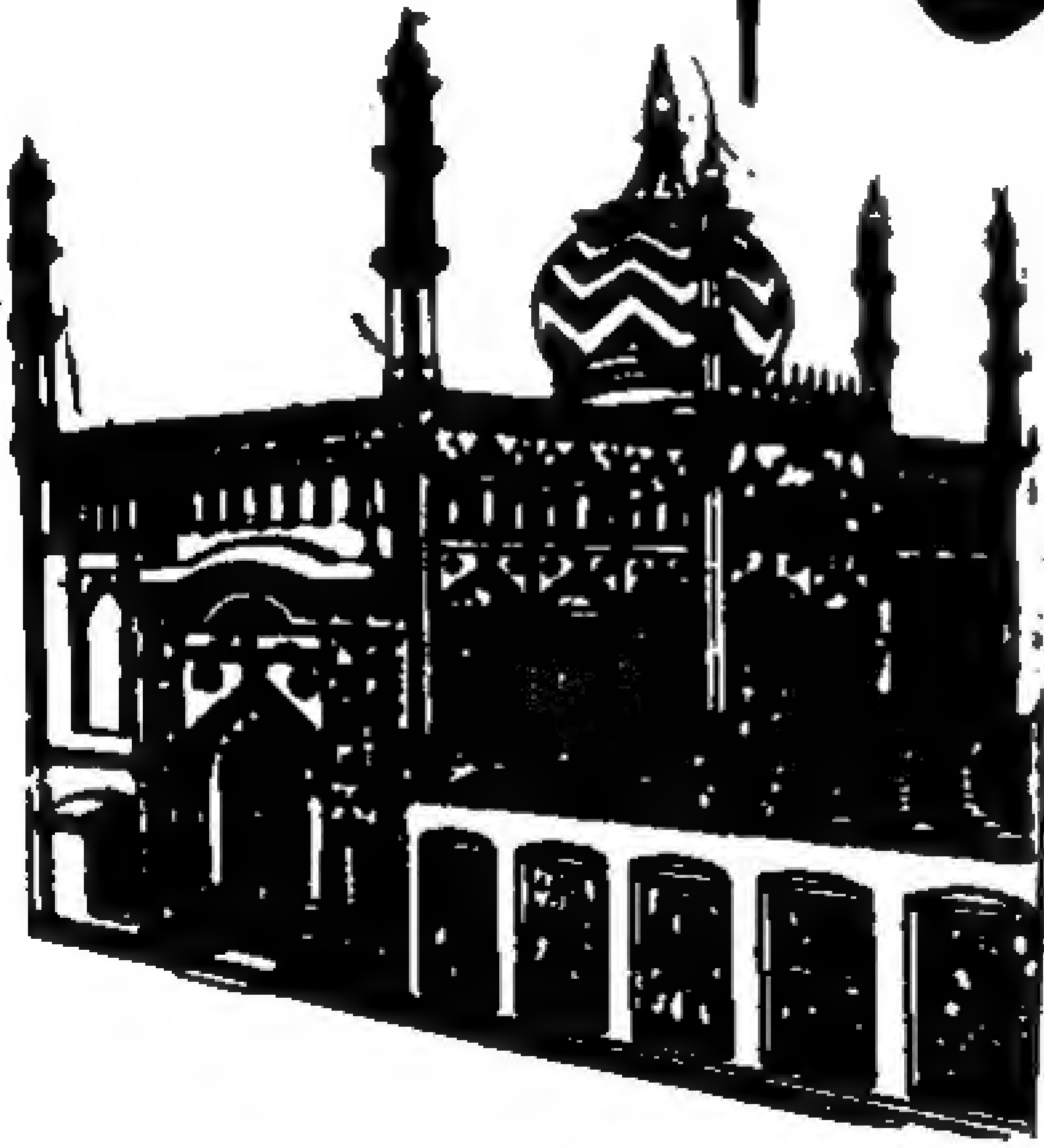
○ روضۂ انور کا نہ طواف کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔



اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

کی تعلیمات کی اشاعت کے لیے سرگرم عمل

مرکزی امام احمد رضا کونسل



سرپرست اعلیٰ

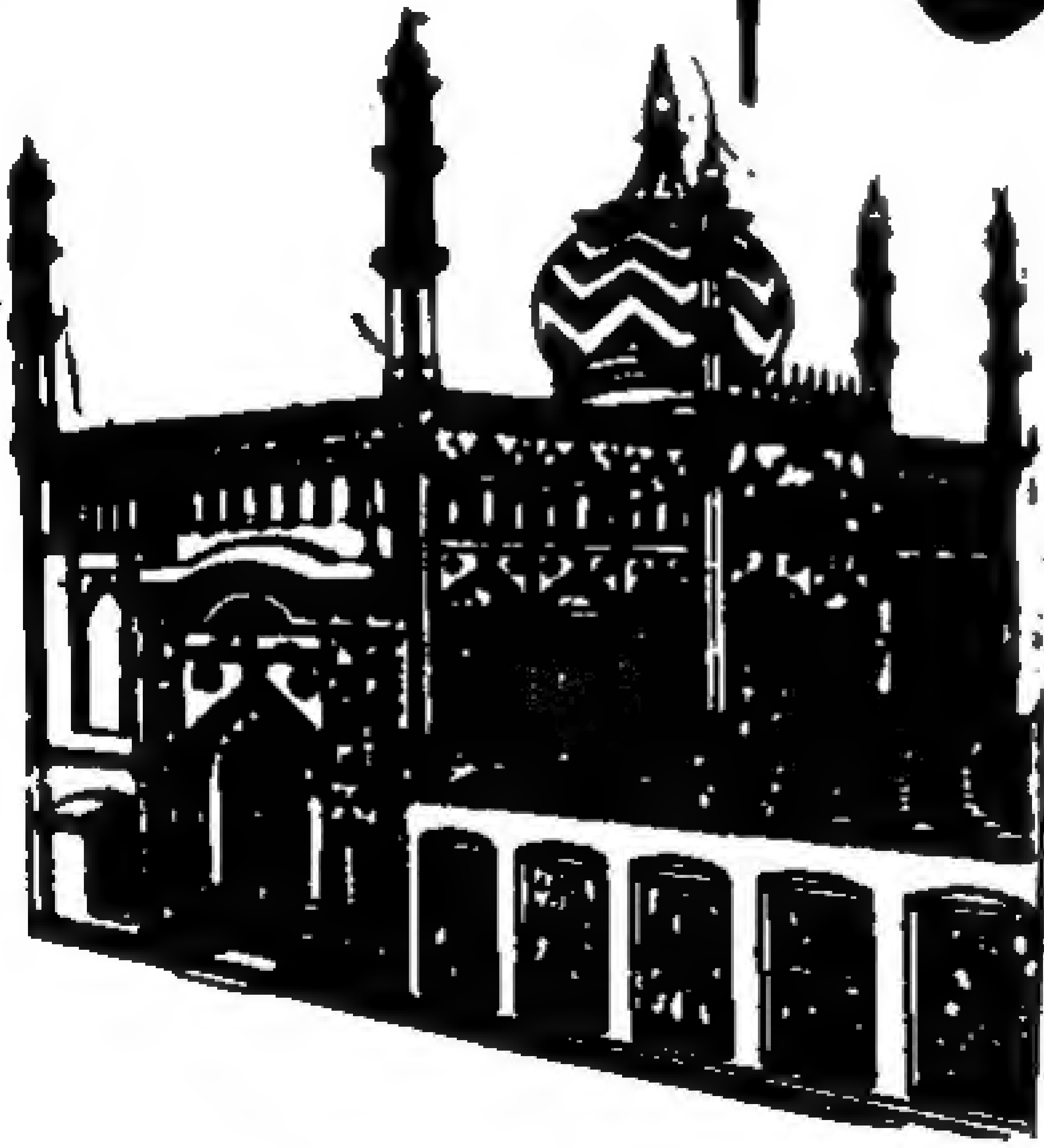
صاحبزادہ محمد سبحان رضا خان سبحانی مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ، اعلیحضرت بریلی شریف

اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی تعلیمات کی اشاعت کے لیے سرگرم عمل

مرکزی امام احمد رضا کونسل



زیر سرپرستی

صاحبزادہ محمد سبحان رضا خان سبحانی مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ، اعلیحضرت بریلی شریف